محترم چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی بی۔اے
مبلغ اسلام

محترم چوہدری صاحب مرحوم نہایت نیک، ملنسار اور بے لوث خادم دین تھے
بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خدمت۔ طب (ہومیو پیتھی) کے ذریعہ بھی سرانجام دیتے تھے
(تفصیلی مقالہ اندر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ الفرقان ربوہ

فون :— ۶۹۲

جلد ۲۶ —●— شمارہ ۶

جمادی الثانیہ ۱۳۹۶ ہجری قمری

احسان ۱۳۵۵ ہجری شمسی

جون ۱۹۷۶ء

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

اعزازی ارکان

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، ربوہ

مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ ربوہ

خان بشیر احمد خان صاحب رفیق۔ لندن

مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے جاپان

بدل اشتراک

پاکستان ———— دس روپے

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک ———— اسی روپے

الفہرست

● "فیصلے دلائل و حقائق کی بنا پر ہوتے ہیں"	اداریہ	۲
● شذرات	ایڈیٹر	۳
● حیاتِ نو (نظم)	جناب نسیم سیفی	۷
● حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی دربارہ پنڈت لیکھرام پر جامع مضمون	جناب مولانا سید احمد علی صاحب فاضل گوجرانوالہ	۹
● جناب چوہدری مظفر الدین صاحب مرحوم کے مختصر حالات	مکرم مغفور احمد صاحب قمر فرزند چوہدری صاحب مرحوم	۴۵
● جناب چوہدری مظفر الدین صاحب مرحوم کی یاد میں	مکرم مولوی انیس الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ	۴۹

نہایت ضروری اعلان

جناب مولوی شریف صاحب کے رسالہ "ربوہ سے تل ابیب تک" کا مسکت جواب جو محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے قلم سے ماہ اپریل ۷۶ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ اب عمدہ کتابت سفید کاغذ پر اور بہترین طباعت کے ساتھ کتابی سائز پر شائع ہوا ہے۔ اس کی قیمت فی سینکڑہ یکصد پچاس روپے ۱۵۰/- ہے۔ فی نسخہ ڈیڑھ روپیہ۔ احباب تقسیم کے لئے طلب فرمائیں۔

(مینیجر مکتبہ الفرقان۔ ربوہ)

اداریہ

"فیصلے دلائل و حقائق کی بنیاد پر ہوتے ہیں"

"اکثریت و اقلیت اس میں دخل انداز نہیں ہوتی"

: مدیر الاعتصام

آج کل پاکستان میں شیعہ و سنی اختلاف شدت اختیار کر رہا ہے۔ اہلحدیثوں کے باہمی فرقوں میں چپقلش بڑھ رہی ہے۔ بریلویوں اور دوسرے تھوڑی تعداد والے فرقوں میں باہم جھگڑا زور پکڑ رہا ہے۔

اس سلسلہ میں اکثریت اور اقلیت کا سوال بھی کھڑا کیا جا رہا ہے۔ مدیر الاعتصام نے بریلوی علماء کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"اگر بریلوی علماء یہ سمجھتے ہیں کہ ملک میں ہماری اکثریت ہے۔ اس لئے ہم جو چاہیں گے — وہی ہوگا تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اکثریت کا پندار انہیں دل و دماغ سے نکال دینا چاہیئے فیصلے دلائل و حقائق کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ فریقین کی اقلیت و اکثریت اس میں دخل انداز نہیں ہوتی اور جو فیصلے دلائل کی بجائے اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور مرور ایام یا حالات اور زمانے کی دوسری کروٹ انہیں نسیاً منسیاً کر دیتی ہے۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور صفحہ ۱۴۔ ۱۲ مئی ۱۹۷۶ء)

بات تو یہی معقول ہے کہ فیصلے دلائل و حقائق کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ فریقین کی اقلیت و اکثریت اس میں دخل انداز نہیں ہوتی۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس معقول بات کو مرزائیوں کے معاملہ میں سارے فرقوں نے کیوں نظر انداز کئے رکھا ہے؟ ہم پورے یقین سے کہتے ہیں کہ اگر فیصلہ "دلائل و حقائق" کی بنیاد پر ہوتا تو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا قومی اسمبلی کا فیصلہ ہرگز وہ نہ ہوتا جو ہوا بلکہ اس کے برعکس ہوتا۔　　وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ!

○

شذرات

۱۔ مسلمان کون ہے، اور اس کی صحیح تعریف کیا ہے؟

ہفت روزہ الفتح کراچی لکھتا ہے کہ:—

"یہ تمام اختلافات جو وہابیوں اور دیوبندیوں کے درمیان، اور دیوبندیوں اور بریلویوں کے درمیان پائے جاتے ہیں۔ اتنے شدید ہیں کہ ایک دوسرے کو مسلمان تک تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ ایسی صورت میں ایک عام مسلمان یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہوگا کہ آخر مسلمان کون ہے اور اس کی صحیح تعریف کیا ہونی چاہیئے؟"

(الفتح - ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء)

الفرقان: کیا علماء اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں؟

۲۔ مولانا حسین احمد مدنی کا فتویٰ

امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مدنی صاحب نے لکھا ہے کہ:—

"محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرھویں صدی ہجری میں نجد سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا اہل عرب کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ دراصل وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار اور فاسق شخص تھا۔"

(الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲ بحوالہ الفتح۔ ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء)

الفرقان: بظاہر دیوبندی اہل حدیثوں کے قریب نظر آتے ہیں مگر ان کے فتوے کا ایک نمونہ یہ ہے۔

۳۔ خانہ کعبہ کی حرمت

جناب کوثر نیازی نے فرمایا ہے کہ:—

"میں عقیدے کی بنیاد پر سمجھتا ہوں کہ

اسلام کی نظر میں پاکستان کے ہر محب وطن
شہری کی خواہ وہ غیر مسلم ہو یا مسلم۔
عزت و آبرو اتنی ہی مقدس ہے جتنی
خانہ کعبہ کی حرمت۔"

(نوائے وقت لاہور۔ ۲۳ جولائی ۱۹۶۹ء)

الفرقان: بڑی عمدہ تشبیہ دی گئی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس "عقیدے" کو ہر موقعہ پر عملی جامہ بھی پہنایا جاتا ہے؟

۴۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پر سچے ایمان کے اثرات

ہفت روزہ خدام الدین لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"جو لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنی زندگی میں اس کلمے کو اصل بناتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے دین میں ثابت قدم رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جب ان پر کوئی امتحان یا آزمائش آ جائے یا کسی ابتلاء میں ڈالے جائیں تو وہ استقامت پر قائم رہتے ہیں۔ لوگ خواہ انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔ آگ میں ڈالیں۔ دہکتے کوئلوں پر لٹا دیں وہ اللہ کی وحدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اسلام کی صداقت پر کسی قسم کا شک شبہ نہیں کرتے۔"

(خدام الدین لاہور صفحہ ۲ بابت ۲۸ مئی ۱۹۶۹ء)

الفرقان: کتنے تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ محض منہ سے کلمہ پڑھتے ہیں وہ تو مسلمان قرار دیئے جا رہے ہیں اور جو بندگانِ خدا کلمہ پر سچے ایمان کے نتیجہ میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں انہیں غیر مسلم قرار دیا جا رہا ہے۔

۵۔ وہابیوں کے باہم اور بریلویوں کے متعلق فتوے

اخبار الفتح کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں کہ:۔

"پاکستان میں جن مسلمانوں کو ان کے عقائد کی بنیاد پر وہابی کہا جاتا ہے۔ وہ تین بلکہ چار گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہر گروہ اپنے عقائد پر سختی سے کاربند ہے اور خود کو "خالص مسلمان" قرار دیتا ہے۔ ان کے درمیان اختلافات اس قدر شدید ہیں کہ ایک دوسرے کے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے اجتناب کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے میں بھی کسی قسم کے تکلف سے کام نہیں لیتے۔

وہابیوں میں ایک طرف تو آپس کا یہ تضاد اور اختلاف ہے اور دوسری طرف ان کا بریلویوں سے براہ راست تصادم ہے وہابی بریلویوں پر مشرک اور اوہام پرست ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور بریلوی بھی وہابیوں کو مشرک

اور گردن زدنی قرار دیتے ہیں۔ بریلوی پر وہابی خصوصیت کے ساتھ اہلِ حدیث اور دیوبندی سب سے بڑا الزام یہ لگاتے ہیں کہ بریلوی تحریک انگریزوں کی پروردہ تحریک ہے جو مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پیدا کرانے کے لئے شروع کی گئی تھی۔"

(الفتح ۱۴-۲۱ مئی ۱۹۷۶ء ص۱۷)

الفرقان: اس صورتِ حال کے باوجود اگر یہ لوگ اہلِ حق (جماعت احمدیہ) پر فتویٰ کفر صادر کرتے ہیں تو ان فتووں کا کیا وزن ہے؟

۶۔ وہابی سلطنت انگریزوں کی نوآبادی تھی

اخبار الفتح کراچی لکھتا ہے کہ:۔

"پہلی عالمی جنگ کے دوران وہابیوں نے خلافتِ عثمانیہ کے اقتدار کو حجاز اور دوسرے عرب ممالک سے ختم کرنے کے لئے ایک بار پھر **انگریزوں کی امداد و حمایت** سے اپنی مہم کا آغاز کیا اور ۱۹۱۸ء میں ترکوں کی شکست کے بعد وہ دوبارہ برسرِ اقتدار آگئے مگر ان کی سلطنت آزاد نہ تھی۔ اس کی حیثیت انگریزوں کی نوآبادی سے زیادہ نہ تھی۔"

(الفتح ۱۴-۲۱ مئی ۱۹۷۶ء ص۱۶)

الفرقان: ترکوں کی اسلامی سلطنت کو تباہ کرنے کے لئے انگریزوں سے تعاون کر کے اپنی سلطنت بنا کر اسے انگریزوں کی نوآبادی کی حیثیت دینے والے کس فتویٰ کے مستحق ہیں؟

۷۔ مدیر الاعتصام کا "خطرہ"

ہفت روزہ الاعتصام لکھتا ہے کہ:۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ مسئلہ اٹھ کھڑا ہو آپس میں وہابی اور غیر وہابی کا۔ اور قادیانی یہ تماشا دیکھیں کہ دیکھئے جناب سپریم کورٹ میں ہم یہ کیس پیش کرتے ہیں کہ ہم کو کافر کرنے والے اب خود ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ ان کی زبان پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ ہم مسلمان ہیں اور اسلام میں ایک فرقے کی حیثیت سے برابر کے شریک ہیں۔"

(الاعتصام ص۱۱۔ ۷ مئی ۱۹۷۶ء)

الفرقان: جب یہ واقعہ ہے کہ "وہابی اور غیر وہابی" ایک دوسرے کو شدومد سے کافر کہہ رہے ہیں تو محض "قادیانیوں" کا ہوّا دکھا کر ان مکفّرین کو اپنے شغل سے کیونکر روکا جا سکتا ہے؟

۸۔ دیوبندی اور اہلحدیث انگریز کے ایجنٹ ہیں

ہفت روزہ الفتح کراچی لکھتا ہے کہ:۔

"جہاں تک دیوبندیوں کا تعلق ہے وہ عقائد کے اعتبار سے کلیات میں اہل حدیث سے مخالفت رکھتے ہیں مگر جزئیات میں دونوں کے درمیان فرق ہے ستم ظریفی یہ ہے کہ دونوں ہی ایک دوسرے کو انگریز کا ایجنٹ اور پٹھو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

(الفتح - ۱۴ مئی ۱۹۷۶ء)

الفرقان: اگر دونوں ہی انگریز کے ایجنٹ اور پٹھو تھے تو انگریزوں کو اور کسی ایجنٹ کی کیا ضرورت تھی؟

۹- بریلویت۔ "انگریز کی پروردہ تحریک"

مدیر الفتح کراچی نقل کرتے ہیں کہ:-

"بریلویوں پر دہابی، خصوصیت کے ساتھ اہل حدیث اور دیوبندی سب سے بڑا الزام یہ لگاتے ہیں کہ بریلوی تحریک انگریزوں کی پروردہ تحریک ہے جو مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پیدا کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔"

(الفتح - ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء)

الفرقان: اپنے سے مختلف عقائد رکھنے والوں کو انگریزوں کا پروردہ قرار دینا مولویوں کا عام طریقہ ہے۔ بغیر ثبوت کسی پر بھی الزام نہ لگانا چاہیئے۔

۱۰- یہود و نصاریٰ کا طرز عمل اور موجودہ مسلمان

اہلحدیثوں کا ہفت روزہ "الاسلام" لاہور لکھتا ہے کہ:-

"آج ہم بیسویں صدی کے مسلمان اپنے نام پر تو ضرور خوش ہیں۔ کام پر کوئی توجہ نہیں۔ ہمارا مقصد حصول جاہ و مال رہ گیا۔ احکام شرعی ایک ایک تمام ہم نے چھوڑ دیئے۔ حقوق اللہ سے اگر لاتعلقی ہے تو حقوق العباد کے ادا کرنے میں بھی کوئی توجہ نہیں۔ بناء اسلام کے کسی رکن پر ہم سب کا بالاتفاق مکمل عمل نہیں۔ جس قدر کوئی اسلام کی بات ملتا ہے۔ اسی کو وہ اسلام خیال کرتا ہے عمل سے جو حکم رہ گیا وہ رہ ہی گیا۔ اپنے کئے پر ناز تو ضرور ہے مگر نہ کئے پہ کوئی ندامت نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے نام سے ہمیں ضرور نفرت ہے مگر ان کی بداعمالی سے کوئی نفرت نہیں آسمانی کتب سے جو طرز عمل یہود و نصاریٰ کا تھا۔ آج ہم مسلمانوں میں وہ پوری طرح موجود ہے۔"

(الاسلام - ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء)

الفرقان: اس اقتباس سے عیاں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مسلمانوں کے بارے میں جو فرمایا تھا کہ وہ یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے وہ پورا ہوگیا ہے۔ کیا اس صورت میں مسیح موعودؑ کے ظہور کے زمانہ کی تعیین نہیں ہو جاتی؟

حیاتِ نو

محترم نسیم سیفی صاحب

خرد زمیں سے الجھ گئی ہے
جنوں ستاروں کو چھو رہا ہے
کوئی مجھے راستہ دکھائے
یہ بات ہے تو ذرا سی لیکن
کوئی بتائے
مرے خیالوں مری امیدوں مری امنگوں کی کشتیوں کا
کوئی کنارا مجھے دکھائے
کبھی نظر ہے مری زمیں پہ
کبھی ہیں خورشید و ماہ و اختر
مرے قدم پہ ———
صداؤں کا اک ہجوم سا ہے
مگر مرا نفس بے حقیقت
جہول سا ہے ظلوم سا ہے
خیال کی ہے اڑان اتنی کہ آسماں یک قدم نہیں ہے
اگرچہ رفتار کا ازل سے کسی کو کوئی بھرم نہیں ہے
امید نے اپنے بازوؤں میں سمیٹ رکھا ہے اک جہاں کو
زمیں کو اور آسماں کو ———

اُمنگ حدِّ افق سے آگے
بہت ہی آگے
حسین پیکر
کہ جو ازل سے حسین سے بھی حسین تر ہے
رواں دواں ہے اس کے پیچھے
حصول اس کا
دل و نظر پر نزول اس کا
اُمنگ کے جسمِ ناتواں میں
تلاش کے بحرِ بیکراں میں
رمق ہے کچھ اس سے زندگی کو
ہنسی خوشی کی
مرے خیالوں مری اُمیدوں مری اُمنگوں کا نام لے کر
حیات کا اک پیام لے کر
کوئی مری سمت آ رہا ہے
مری نظر میں سما رہا ہے
اُلجھ نہ جاؤں زمیں سے میں
کہ آسمانِ حیاتِ نو کا
حسین چمکتا ہُوا ستارہ
کرن کرن جس کا ہے اشارہ
مری نگاہوں میں جذب ہو کر
پُکار رہا ہے ــــــ فقط مجھی کو پُکار رہا ہے

○

پیشگوئی دربارہ پنڈت لیکھرام کا مفصل بیان

اور

صداقتِ اسلام کے تین روشن نشان

(از قلم جناب سید احمد علی صاحب فاضل سیالکوٹی گوجرانوالہ)

حالاتِ زمانہ اور ضرورتِ مصلح

احباب کرام! میں حسب ارشاد باری تعالیٰ "وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ" (ابراہیم ع) آپ کو ۶ مارچ ۱۸۹۷ء اور ہفتہ کے اس دن کی یاد دلانا چاہتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان پیشگوئی (جو تین آیات بیّنات پر مشتمل ہے) پوری ہوئی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب پنجاب و ہندوستان میں **آریہ سماج** کی تحریک پورے شباب پر تھی۔ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیگانوں کی بارش کے قطرات کی مانند اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ آریہ سماج اور عیسائیوں کی تحریکات کا سارا زور بھی اسلام کے خلاف صرف ہو رہا تھا۔ جیسا کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ:۔

(الف) "یہ دور مذہبی مناظروں کا دور تھا.... .... عیسائی پادری مذہب مسیحیت کی تبلیغ و دعوت اور دین اسلام کی تردید میں سرگرم تھے..... دوسری طرف آریہ سماجی مبلغ جوش و خروش سے اسلام کی تردید کر رہے تھے۔"

(قادیانیت ص۱۵ طبع دوم لاہور ۱۹۶۶ء)

(ب) اور "مسلمانوں میں عام طور پر یاس و ناامیدی اور حالات و ماحول سے شکست خوردگی کا غلبہ تھا....... عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب

کے ظہور اور کسی ملہم اور مؤید من اللہ کی آمد کی منتظر تھی۔ کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور واقعات کا چرچا تھا۔

(قادیانیت ص۱۷)

براہین احمدیہ کی تالیف اور اس کا مرکزی مضمون

ان حالات میں:-

"مرزا صاحب .... نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب کی تصنیف کا بیڑا اٹھایا جس میں اسلام کی صداقت قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو دلائل عقلی سے ثابت کیا جائے گا۔ اور بیک وقت مسیحیت، سناتن دھرم، آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید ہوگی۔ انھوں نے اس کتاب کا نام براہین احمدیہ تجویز کیا۔ براہین احمدیہ کی تصنیف ۱۸۷۹ء سے شروع ہوتی ہے .... مصنف نے اس کتاب کے ساتھ ایک اعلان بڑی تعداد میں اردو اور انگریزی میں شائع کیا اور اس کو سلاطین، وزراء، پادری صاحبان اور پنڈتوں کے پاس بھیجا جس میں انھوں نے پہلی مرتبہ اس کا اظہار کیا کہ وہ اسلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہیں اور وہ تمام اہل مذاہب کو مطمئن کرنے کے لئے تیار ہیں۔" (قادیانیت ص۲۲)

"انھوں نے یہ چیلنج کیا کہ اس کتاب کی کوئی نظیر پیش کی جائے اور کسی مذہب کے نمائندے اپنے دین کی صداقت کے ثبوت میں تعداد میں یا اس سے کم تعداد میں دلائل پیش کریں .... تو ایسے مجیب کو وہ بلا عذر اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دیں گا"

(قادیانیت ص۲۸-۲۹)

پھر ندوی صاحب لکھتے ہیں:-

"کتاب کا مرکزی مضمون اور تمہید یہ ہے کہ الہام کا سلسلہ نہ منقطع ہوا ہے نہ اس کو منقطع ہونا چاہیئے۔ یہی الہام دعوی کی صحت اور مذہب و عقیدے کی صداقت کی سب سے زیادہ طاقتور دلیل ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کامل کرے گا اس کو علم ظاہر اور علم باطن سے سرفراز کیا جائے گا۔ جو انبیاء علیہم السلام کو اصالتاً عطا ہوا تھا اور اس کو علم یقینی اور قطعی حاصل ہوگا"

(قادیانیت ص۵۳)

براہین احمدیہ کا اثر

مولانا ندوی لکھتے ہیں :۔

(الف) "ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بہت صحیح وقت پر شائع ہوئی تھی ...... اس کتاب کی کامیابی اور اس کی شہرت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس میں دوسرے مذاہب کو چیلنج کیا گیا تھا اور کتاب جواب دہی کے بجائے حملہ آورانہ انداز میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کے خاص معترفین اور پرجوش تائید کرنے والوں میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کو خاص اہمیت حاصل ہے انہوں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں اس پر ایک طویل تبصرہ یا تقریظ لکھی جو رسالہ کے چھ نمبروں میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں کتاب (براہین احمدیہ) کو بڑے شاندار الفاظ میں سراہا گیا ہے اور اسے عصر حاضر کا ایک علمی کارنامہ اور تصنیفی شاہکار قرار دیا گیا ہے۔"

(قادیانیت ص۱۵)

(ب) "براہین احمدیہ کی اشاعت نے ملک کے مذہبی حلقوں میں ایک غیر معمولی تموج پیدا کر دیا۔ مسلمانوں نے عام طور پر مصنف براہین کا ایک مجدد کی شان کے طور پر خیر مقدم کیا اور مخالفین اسلام کے کیمپ میں بھی اس کی آمد سے ایک کھلبلی مچ گئی۔"

(قادیانیت ص۱۶)

مخالفین اسلام کو دعوت نشان نمائی

ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس قدر نازک حالات و زمانہ میں براہین احمدیہ تصنیف فرمائی جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کے انعامی چیلنج نے غیر مذاہب کے لیڈروں اور پیشواؤں کے دلوں کی زمین کو ہلا دیا۔ یہاں تک کہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی تک کو بھی خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے ۱۸۸۵ء میں ایک اشتہار دیا جس میں لکھا کہ :۔

"یہ خط چھپوا کر آپ کی خدمت میں اس غرض سے کہ آپ اپنی قوم میں معزز اور مشہور اور مقتدر ہیں ارسال کیا جاتا ہے ...... (کہ) دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہے اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ محفوظ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے ...... آپ کو اس دین کی حقانیت یا آسمانی نشانوں کی صداقت میں شک ہو تو آپ طالب صادق بن کر قادیان میں تشریف لاویں اور ایک سال تک اس عاجز کی صحبت میں رہ کر ان آسمانی نشانوں کا بچشم خود

مشاہدہ کریں۔ لیکن اس شرط نیت سے (جو طالب صادق کی نشانی ہے) کہ بمجرد معائنہ آسمانی نشانوں کے اسی جگہ (قادیان میں) شرف اظہار اسلام و تصدیق خوارق سے مشرف ہو جاؤ گے۔ اس شرط نیت سے آپ آویں گے تو ضرور انشاء اللہ تعالیٰ آسمانی نشان مشاہدہ کریں گے۔ اس امر کا خدا کی طرف سے وعدہ ہو چکا ہے جس میں تخلف کا امکان نہیں ..... اور اگر آپ آویں اور ایک سال رہ کر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کریں تو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے آپ کو ہرجانہ یا جرمانہ دیا جائے گا۔ اس دو سو روپیہ ماہوار کو آپ شایان شان نہ سمجھیں تو اپنے حرج اوقات کا عوض یا ہماری وعدہ خلافی کا جرمانہ جو آپ اپنی شان کے لائق قرار دیں گے ہم اس کو بشرط استطاعت قبول کریں گے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۱-۲۲)

لیکھرام کا مقابل پر آنا

براہین احمدیہ کے دس ہزار روپیہ کے انعامی چیلنج اور ایک سال میں نشان نمائی کے اعلان کو کسی مخالف اسلام لیڈر و پیشوا نے قبول کرنے کی جرأت نہ کی۔ ہاں منشی اندرمن مراد آبادی مشہور آریہ سماجی نے تو بیشک مستعدی ظاہر کی مگر جونہی حضرت اقدس نے ان کی خواہش پر ایک وفد کے ہاتھ چوبیس سو روپیہ لاہور بھجوانے کا انتظام فرمایا تو وہ جان چھڑا کر فرید کوٹ بھاگ گئے۔

لیکھرام نامی ایک برہمن تھا جس کے باپ کا نام تارا سنگھ اور چچا کا نام گنڈا رام تھا وہ ۱۸۵۸ء میں موضع سید پور تحصیل چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوا۔ ۱۸۷۵ء میں محکمہ پولیس میں ملازم ہو گیا۔ ۱۸۸۰ء میں سارجنٹ تھا۔ ۱۸۸۴ء تک پشاور میں سارجنٹ لفٹیننٹ رہنے کے بعد مستعفی ہو گیا اور پھر آریہ سماج پشاور کا ممبر بن گیا۔ جب اخباروں اور کتب میں ۲۰۰ روپیہ کی ماہوار رقم کا چرچا ہوا تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ حالانکہ نہ اس کو مخاطب کیا گیا تھا اور نہ وہ اس حیثیت کا آدمی تھا۔ اس نے ۱۸۸۵ء میں حضرت اقدس سے خط و کتابت شروع کی اور قادیان آنے پر آمادگی بھی ظاہر کی اور ۲۰۰ روپیہ ماہوار کا مطالبہ کیا۔ حضرت اقدس نے جواب دیا کہ:

"ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ اور منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔"

(کلیات آریہ مسافر از لیکھرام صفحہ ۲۱۶)

مگر تم کسی قوم کے مقتدا اور پیشوا نہیں کہ جس کا ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر مؤثر ہو سکتا ہے اور نہ تمہاری آمدنی ماہانہ اتنی ہے۔ مگر اس نے حسب عادت بیہودہ گوئی اور استہزاء سے کام لیا اور خود کو لیڈر ظاہر کیا۔ حضرت اقدس نے لکھا کہ وہ آریہ سماج قادیان، لاہور، پشاور، امرتسر اور لدھیانہ کے ممبروں کی حلفی تصدیق سے ایک اقرار نامہ پیش کرے کہ وہ اس کو اپنا مقتدا اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۱۶)

مگر وہ ایسا نہ کر سکا اور جب وہ قادیان آیا تو اس کو حضور کی طرف سے :-

"بار بار کہا گیا کہ اپنی حیثیت کے موافق بلکہ اس تنخواہ سے دو چند جو اپشاور میں نوکری کی حالت میں پاتے تھے ہم سے بحساب ماہواری لینا کرکے ایک سال تک ٹھہرو اور آخیر میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سال تک نہیں ٹھہر سکتے تو چالیس دن تک ہی ٹھہرو تو انہوں نے ان دونوں صورتوں میں سے کسی صورت کو منظور نہیں کیا۔" (سرمہ چشم آریہ بار سوم ص۱۹۷ ۱۸۸۶ء)

آخر جب اس نے بہت شوخی اختیار کی تو حضور نے جواب دیا کہ آپ چونکہ میری شرائط سے تجاوز کر گئے :

"مجھ سے -/۲۴۰۰ روپیہ نقد کسی دکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں۔"

تو پھر یوں کریں کہ :-

"ایک طرف یہ خاکسار ۲۴ سو روپیہ حسب نشانہی آپ کے کسی جگہ جمع کرادے اور ایک طرف آپ بھی اسی قدر روپیہ حسب نشان دہی اس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دکان پر رکھوادیں تا جس کو خدا تعالیٰ فتح بخشے اس کے لئے یہ روپیہ فتح کی ایک یادگار رہے۔"

(کلیات آریہ مسافر ص۲۱۹)

آخر لیکھرام کو -/۲۰ روپے ماہانہ کی شرط اڑانا پڑی کیونکہ اس طرح خود اسے بھی تاوان بھرنے کا اندیشہ تھا اس لئے معاوضہ کی رقم صرف تیس روپیہ ماہوار پر آگئی مگر وہ بار بار لکھتا کہ آپ بحث نہیں کرتے۔ حالانکہ حضور نے بحث کی صورت میں اس کے سامنے یہ طریق پیش کیا تھا کہ :-

"وہ وید کی پابندی سے اور اس کی شرتیوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی سے اور اس کی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔" (استفتاء ص۸)

مگر وہ اس طریق سے گریز کرتا اور اپنے ہم نشینوں کو خوش کرنے کے لئے ہنسی، ٹھٹھے سے کام لیتا رہا۔ آخر وہ قادیان سے چلا گیا۔

آسمانی نشان کا مطالبہ اور لیکھرام کی دعائے مباہلہ

(۱) قادیان سے جاتے ہوئے پنڈت لیکھرام نے ۱۱ دسمبر ۱۸۸۵ء کو خط میں لکھا کہ :-

"اچھا آسمانی نشان تو دکھا دیں اگر بحث کرنا نہیں چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔" (خط لیکھرام بحوالہ استفتاء ص۲)

(۲) ایک خط میں خود یہ دعا کی کہ :-

"ہے پرمیشور اتھر وید پرمانا امت کا پرکاش کر اور است کا ناش کرتا کہ تیری ست ودیا سب سنسار میں پرچرت ہووے۔" (استفتاء ص۹)

(۳) پھر اپنی کتاب میں "خاتمہ اور مباہلہ" کے عنوان کے نیچے یہ دعائے مباہلہ لکھی کہ :-

"کلت پرشیو رام دونوں میں سچا فیصلہ کر ...... کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا"
(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۵ بار دوم صفحہ ۲۲۶)

یعنی خدا تعالیٰ سچے کے حق میں فیصلہ کرے اور جھوٹے پر اپنا قہر و عذاب نازل کرے۔ اس کے ساتھ ہی لیکھرام کی شوخی و گستاخی ہنسی و مذاق اور تمسخر و ٹھٹھے بازی اور زبان درازیاں دن بدن بڑھتی گئیں۔ حضور رسول مقبول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف مذاق اڑانا بلکہ گندی اور غلیظ گالیاں تقریر و تحریر میں دیتا رہتا اور اسلام اور قرآن کریم پر پھبتیاں اڑانا جیسا کہ اس کی کتابوں کے مجموعہ بنام "کلیات آریہ مسافر" میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی درخواست

انہی ایام میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو براہین احمدیہ پر نہایت شاندار ریویو کر چکے اور حضرت اقدس کی خدمات اسلامیہ کی کارروائیوں اور حالات سے بخوبی واقف تھے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں ایک دلچسپ مضمون لکھا اور اس میں حضور سے ایک درخواست کی وہ مضمون یہ ہے:—

"مرزا غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ کے مبارزانہ دعوے"

"مؤلف براہین احمدیہ نے دین اسلام کی تائید جیسا کہ علمی طور پر کی اور اس باب میں کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی ویسے ہی عملی طور پر اس کی تائید کرنی چاہی اور قرآن کی صداقت اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر آسمانی نشانوں کی شہادت بہم پہنچا سکنے کی لوگوں کو اطلاع دی۔ اس بات میں مبارزانہ دعاوی سے بعض رسالوں میں دھوم مچا دی

تھوڑا عرصہ ہوا کہ انہوں نے اس بات میں ایک اشتہار اردو و انگریزی میں شائع کیا تھا جس کا بیس ہزار پرچے چھپ کر ہندوستان وغیرہ بلاد میں شائع ہوا اور اس کا ذکر اشاعۃ السنۃ نمبرے جلد ے میں ہو چکا۔

اس کے بعد انہوں نے ایک خط اردو و انگریزی میں چھپوا کر شائع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ جس شخص کو قرآن کی صداقت اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر آسمانی نشانوں کی شہادت مطلوب ہو وہ ہمارے پاس آ کر ایک سال تک قیام کرے اس اثناء میں خدا تعالیٰ اس کو نشان مشاہدہ کرا دیگا اور اگر بالفرض کوئی نشان آسمانی اس کے مشاہدہ میں نہ آیا تو اس کو دو سو روپیہ (۲۰۰/-) ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ ہرجانہ خرچ خوراک یا سکونت سے ملا دیا

جائے گا ۔۔۔۔ اس خط کی ہندو
انگلینڈ وغیرہ بلاد میں خوب اشاعت
ہوئی ملکی اخباروں کے ایڈیٹروں کے
پاس بھی اس کی ایک ایک کاپی بھیجی گئی ہر
مذہب و ملت مخالف اسلام کے اکابر
مقتداؤں کے نام رجسٹریاں بھجوائی گئیں
جن کی رسیدیں بھی آگئیں جو مؤلف
براہین احمدیہ کے پاس موجود ہیں۔
مگر افسوس آج تک ان کی شروط و
خط کی کسی فرقہ کے مقتداء نے اجابت
نہیں کی اور کسی سے دین حق کی طلب و
تحقیق یا مؤلف براہین احمدیہ کے [illegible]
کرنے کی جرأت نہیں ہو سکی۔
اکثر اشخاص نے تو اس خط کے جواب
میں سکوت محض اختیار کیا اور جس نے
کچھ جواب دیا اس نے اصل مطلوب
جواب سے چشم پوشی کرکے کچھ اور ہی لکھ
دیا جس کی تفصیل شاید مؤلف براہین
احمدیہ حصہ پنجم کتاب میں کریں گے۔
خاص کر مسکن مؤلف (قادیان ضلع
گورداسپور) کے ساکنین ہنود نے کسی
قدر شرط مؤلف کو مانا اور اس بارہ
میں ایک معاہدہ لکھ دیا تھا جو [illegible]
اخبارات (ودیا پرکاش وغیرہ) میں مشتہر
ہو چکا ہے مگر آخر وہ معاہدہ بھی قائم نہ
رہا بعض ممبران آریہ سماج نے اس معاہدہ
کو فسخ کرا دیا۔ اب ان کے خط و اشتہار
کے جواب سے ہر طرف سے سکوت ہے
جس کے جانبین کے لوگ مختلف نتائج
نکال رہے ہیں ۔۔۔۔ ہم اس مقام
پر اس خط اور اس کے دعاوی کی نسبت
کوئی رائے قائم کرنا نہیں چاہتے اور نہ
فریق مقابل کے سکوت سے کوئی نتیجہ نکالتے
ہیں ہم صرف اپنے معزز دوست مکرم
برادر مؤلف براہین احمدیہ کو بطور مشورہ
آئندہ کے لیے یہ رائے دیتے ہیں کہ آپ
دو امور مندرجہ ذیل سے ایک امر
ضرور اختیار کریں:۔
(۱) اشتہار کی میعاد میں تخفیف کریں اور
بجائے ایک سال۔ ایک مہینہ یا زیادہ
سے زیادہ سال کا ربع (۳ مہینے) میعاد
مقرر کریں اور بصورت عدم مشاہدہ نشان
آسمانی حرجانہ دہی جو [illegible] سو روپیہ [illegible]
(۲) یہ مناسب نہ سمجھیں تو لوگوں کو
اپنے پاس بلانا ملتوی کریں۔ بجائے
اس کے ان کو گھر بیٹھے آسمانی
نشان دکھاویں جس کا وہ دور و نزدیک
سے مشاہدہ و تصدیق کر سکیں مثلاً
کسی عظیم الشان کے ایک وقت خاص
میں مرجانے یا ایک وقت خاص میں

پیدا ہونے کی پیشگوئی کریں اور اس کو بذریعہ عام اخبارات و اشتہارات مشتہر کرادیں۔ چنانچہ پہلے خاص طور پر دیانند سرسوتی وغیرہ کی موت سے وہ بعض لوگوں کو خبر دے چکے تھے جس کا ذکر وہ کتاب براہین احمدیہ میں کرچکے ہیں۔ ایسے واقعات کو منصف مزاج طالبان حق ذاتی تجربہ یا بعدم تسامع و شہادت سے تصدیق کرلیں گے اور مؤلف براہین احمدیہ کو اپنے دعویٰ میں سچا جان لیں گے زبان سے مانیں خواہ نہ مانیں۔

(۳) یہ نہ ہوسکے تو بالفعل عملی طور پر تائید کو ملتوی رہنے دیں علمی تائید میں شب و روز مصروف رہیں اور کتاب براہین احمدیہ کے باقی حصے پورے کریں اور اس نقلی و عقلی دلائل سے دین اسلام کی تائید عمل میں لائیں۔ یہ اس لئے معروض ہوا کہ اس زمانہ آزادی میں طالب حق بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ طرح طرح کے حجابوں (خود بینی، جہالت، تحریک فلسفیت وغیرہ) میں محجوب ہیں وہ ایسے دعاوی کو خیالات سمجھتے ہیں اور ان کے مدعی کی کان لگا کر بات ہی سنتے نہیں چہ جائیکہ اس کی اجابت کریں اور طالب صادق بن کر اس کے پیچھے ہو چلیں۔ لہٰذا ان لوگوں کے سامنے دعویٰ ہو تو ایسا معجزہ ہو جو ان کا منہ بند کردے جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے بعض اوقات وقوع میں آیا ہے۔ یہ نہ ہوسکے تو ظاہری اور علمی بحث و کلام پر اکتفا کی جائے یہ عقلی تجویز ہے رائے دی گئی ہے آئندہ آپ الہامی ہیں اپنی مصلحت و صوابدید کو الہام سے سمجھ سکتے ہیں۔"

(رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۳ سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء ص ۱۷۷ تا ۱۷۹)

تصرف الٰہی دیکھئے کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو ایک تو عظیم الشان وجود یعنی مصلح موعود کی پیدائش کی خبریں دیں تو دوسری طرف پنڈت لیکھرام کی جو مقابلہ میں آنے کی وجہ سے آریہ سماج میں لیڈر بن چکے تھے۔ موت کی متواتر خبریں دے دی گئیں۔ جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت اقدسؑ کا ایک کشف

چنانچہ ۱۸۸۵ء ہی میں حضرت اقدس علیہ السلام نے عالم کشف میں دیکھا کہ:-

"بعض احکام قضاء و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہٗ کے سامنے پیش کیا ہے...... اس ذات بیچون و بے چگون کے آگے وہ کتاب

قضا و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۰۲/۱۰۳ بار سوم)

پہلی پیشگوئی نزول رحمت

جنوری ۱۸۸۶ء میں حضرت اقدس علیہ السلام حسب ارشاد الٰہی ہوشیارپور تشریف لے گئے اور احیاء اسلام کے لئے غیر معمولی طور پر دعاؤں میں چالیس روز مصروف رہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین قسم کے نشان عطا فرمائے اور ان پیشگوئیوں کو ایک رسالہ "سراج منیر مشتمل بر نشانہائے ربّ قدیر" میں شائع کرنے کا اعلان فرمایا۔

"اوّل وہ پیشگوئیاں جو خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں"۔ دوسری وہ پیشگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا بنی نوع سے متعلق ہیں"۔ تیسری وہ پیشگوئیاں جو مذاہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں یا ممبران سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس قسم میں ہم نے صرف بطور نمونہ چند آدمی آریہ صاحبان از چند قادیان کے ہندوؤں کو لیا ہے جن کی نسبت مختلف قسم کی پیشگوئیاں ہیں:-

اور لکھا کہ:—

"چونکہ پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہے تا ہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں اس لئے ہم بانکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنے لئے ناگوار طبع (جیسے خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت) پاویں تو اس بندۂ ناچیز کو معذور تصور فرماویں بالخصوص وہ صاحب جو باعث مخالفت و مغائرت مذہب اور بوجہ نامحرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرف مشکل رجوع کر سکتے ہیں جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضا و قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہوگا .... اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ .... دو ہفتہ کے اندر اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں، اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جاوے اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے"

لیکھرام کا جواب

اسی اشتہار میں آپ نے بتفصیل لکھے ہاں ایک عظیم الشان فرزند کے تولد ہونے کی بھی بطور "نشانِ رحمت" خبر شائع فرمائی۔

اس اشتہار کے بعد منشی اندرمن مراد آبادی نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصے بعد فوت بھی ہو گیا مگر پنڈت لیکھرام نے حضرت اقدسؑ کے نام بڑی شوخی اور دلیری سے ایک دستخطی کارڈ میں لکھا کہ:۔

"میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں۔ میرے حق میں جو چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔"

(بحوالہ استفتاء صفحہ ۹)

پھر اپنے اشتہار (۲۵ اپریل ۱۸۸۶ء) میں لکھا کہ:۔

"حضرت کو اس نیاز مند اور منشی اندرمن صاحب کی وفات و حیات و شادی وغمی کی نسبت الہام ہوتے ہیں مگر نہیں بتلاتے ہیں جب تک کہ ہم ان کو اجازت نہ دیویں۔ منشی اندرمن صاحب کا حال مجھے معلوم نہیں مگر میں نے ان کو تحریری اجازت نامہ ارسال کر دیا جس پر اب تک کچھ انکشاف نہیں ہوا کہ [illegible] مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے؟"

(کلیات آریہ مسافر۔ بار اوّل۔ صفحہ [illegible])

بلکہ یہاں تک تعلّی سے لکھ دیا کہ:۔

(۱) "آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں۔" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۲)

(۲) "اگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وجہ تاریخ اور وقت بتلانے پر قادر نہ تھا؟"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۹)

لیکھرام کی پیش گوئیاں

جب حضرت اقدس علیہ السلام نے بطور "نشانِ رحمت" کثیر اولاد ہونے کے علاوہ ایک عظیم الشان وجود یعنی پسر موعود کی ولادت کی پیشگوئی شائع فرمائی اور یہ بھی لکھا کہ:۔

"ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اسی عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۳)

تو پنڈت لیکھرام کی بیباکی اور گستاخی اور زبان درازی اپنے انتہائی عروج کو پہنچ گئی۔ اس نے نہایت گندے اور غلیظ اشتہار دینا شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے اشتہار ۲ر فروری ۱۸۸۶ء کے مقابل ۱۸ر مارچ ۱۸۸۶ء کو اشتہار دیا جس میں بطور "الہام" حضرت اقدس کے متعلق یہ پیشگوئیاں شائع کیں کہ:۔

(۱) "ہمارا شعلۂ طور بھی تیار رہتا ہے ہم بھی اپنا الہام سنائیں گے اور غیب کی باتیں

بتائیں گے۔"

(۲) "میں نے عرض کی کہ بار خدایا ایسے مکار کو
سزا کیوں نہیں دیتا جو بندگان ایزدی کو گمراہ
کرتا ہے فرمایا............تین سال میں سزا
دی جائے گی.......میں نے عرض کی کہ
خداوندا اسی نے یہ اشتہار جاری کیا ہے کہ
مجھ کو الہامات ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ محض
جھوٹ ہے ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی
اس کو نہیں بتلائی۔"
(کلیات آریہ مسافر صـ۴۹۵/۴۹۶)

(۳) "آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو
جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت
رہے گی۔" (کلیات آریہ مسافر صـ۴۹۸)

(۴) "خدا کہتا ہے چند روز تک قادیان میں
نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ
رہے گا پھر معدوم مطلق ہو جائے گا۔"
(کلیات آریہ مسافر صـ۴۹۸)

اور جب حضرت اقدس نے پسر موعود کی ولادت کی
۹ برس کے اندر اندر اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی
شائع فرمائی تو پنڈت جی نے لکھا کہ:۔

(۵) "اب تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا
جیسا کہ عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع
ہو چکا ہے۔"

اور پھر لکھا کہ:۔

(۶) "پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ ۹ برس
تک آپ اور آپ کی بیوی زندہ رہے گی؟
ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ
کا سب خاتمہ بتلاتا ہے۔" (کلیات صـ۴۹۹)

(۷) "ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا۔ تین
سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائیگا
اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا"
(کلیات آریہ مسافر صـ۵۰۱)

پنڈت لیکھرام کی ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی حضرت اقدس علیہ السلام کو بعض گمنام خطوط قتل کی دھمکیوں کے موصول ہونے لگے بلکہ ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کو مطبع چشمۂ نور امرتسر سے آریوں نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں کھلے لفظوں میں کہا گیا کہ:۔

"تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو
جائے گا۔" (بحوالہ شحنۂ حق صـ۳)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے خلاف خفیہ طور پر کوئی سازش اور سکیم ایسی بنائی گئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں یہ کہا جا سکے کہ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

قول و فعل الٰہی

ناظرین! غور فرمائیں کس طرح ہندو دھرم اور اسلام کے پہلوانوں کے درمیان مقابلہ جاری ہے دونوں طرف سے الہامات اور پیشگوئیاں شائع ہو رہی ہیں اور دنیا کی نظریں ان کے انجام کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ ساتھ ہی قرآن کریم کے ان دو اصول کو بھی پیش نظر رکھیں:۔

(الف) "وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ

الْاَقَاوِیْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ
بِالْیَمِیْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ
الْوَتِیْنَ ○ فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ
عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ○"
(الحاقہ ع۲)

جس کا مطلب یہ ہے :- ؎

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں
توریت میں بھی نیز کلام مجید میں
لکھا گیا ہے رنگ وعید شدید میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
ہوگا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

(ب) دوسرا یہ اصل ہے :-

"اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا" -
(المومن ع۶)

یعنی: ع خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے

؎ جو متقی ہے اس کا خدا خود نصیر ہے
انجام فاسقوں کا عذاب سعیر ہے

؎ مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں
ایسا ہی پاؤ گے سخن کردگار میں

چونکہ دو پہلوانوں کی کشتی ہے۔ دو مذاہب کے نمائندوں کا ایک زبردست مقابلہ ہے۔ دیکھئے الٰہی نوشتوں کے مطابق صداقت کس طرح ظاہر ہوتی ہے اور مفتری کون ثابت ہوتا ہے اور کس کو خدا ابتر بے نسل کرتا ہے اور کس کو روحانی جسمانی کثیر اولاد سے نوازتا ہے!

پنڈت لیکھرام کی ان تمام تباہ کن الہامی پیشگوئیوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی کی تین سالہ میعاد کے اندر اندر دو لڑکے اور ایک لڑکی عطا فرمائی اور طرّہ یہ کہ پسر موعود کو بھی خدا تعالیٰ نے پنڈت جی کی تین سالہ میعاد کے اندر یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا فرما کر اسلام کی صداقت کا اعلان فرما دیا۔ یوں پنڈت لیکھرام کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کو سات بچے عطا فرمائے یعنی (۱) صاحبزادی عصمت ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۸۹۱ء میں فوت ہوئیں

(۲) صاحبزادہ بشیر احمد اول جو ۱۸۸۷ء میں پیدا ہو کر ۱۸۸۸ء میں وفات پا گئے۔

(۳) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود رضی اللہ عنہ جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور اشاعت قرآن اور خدمت اسلام کیلئے بے نظیر کام اپنی ۷۷/۷۸ سالہ عمر اور ۵۲ سالہ خلافت میں سرانجام دے کر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو خدا کو پیارے ہو گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

(۴) صاحبزادی شوکت ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئیں۔

(۵) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ۔ جو ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے اور ۱۹۶۳ء میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

(۶) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ جو ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۱ء میں ۶۷ سال عمر پا کر فوت ہوئے۔

(۷) حضرت صاحبزادی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

(مدظلہا العالی) جو لیکھرام کی موت سے چار دن پہلے مورخہ ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئیں اور اب عمر کے ۸۰ ویں سال میں ہیں (اللّٰھم زد عمرھا) مگر خدا نے لیکھرام کو بالکل ابتر و بے نسل رکھا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے آریہ لیڈر پنڈت لیکھرام کو دکھا دیا کہ اس کی پیشگوئیاں محض خرافات، شیطانی خیالات اور افتراء علی اللہ پر مبنی ہیں اور یہ کہ وہ خود بے نسل و بے نام و نشان ہوگا کیونکہ ؎

لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری پیشگوئی

اگرچہ حضرت اقدس علیہ السلام کو لیکھرام نے اپنی موت کی پیشگوئی کی اشاعت کی اجازت دے دی تھی مگر حضورؑ نے بڑا توقف کیا کیونکہ آپ کو ابھی اس کی موت کی میعاد و وقت نہ بتلایا گیا تھا اور لیکھرام کا اصرار تھا کہ میعاد کی قید کے ساتھ موت کی خبر بتلائی جاوے۔ آخر لیکھرام کی شوخیوں اور بیباکیوں کے نتیجہ میں وہ وقت بھی آگیا جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے "بقید وقت و تاریخ" لیکھرام کی موت کی نسبت مفصل اطلاع بھی دے دی گئی حضورؑ نے ان الہامات کو ایک اشتہار کے علاوہ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں شائع کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایک فارسی نعت لکھی جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

عجب نوریست در جان محمدؐ
عجب لعلیست در کان محمدؐ

اور آخری شعر یہ ہیں:۔ ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

آخری شعر کے نیچے ہاتھ کی انگلی کا اشارہ کر کے تصویر بنائی ہے اور اس کے نیچے لکھا کہ:۔

تیسری پیشگوئی

"لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی" واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ...... منشی اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت

ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی
تو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا
عِجْلٌ جَسَدٌ لَہٗ خُوَارٌ۔ لَہٗ
نَصَبٌ وَ عَذَابٌ یعنی یہ صرف ایک
بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک
مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے
گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں
سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو
ضرور اس کو مل کر رہے گا۔"

چوتھی و پانچویں پیشگوئی

"اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت
معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند
کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے
جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے
عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی
سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں
جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں
مبتلا ہو جائے گا۔
سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے
تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں
اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر
اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج

کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب[1] نازل نہ
ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور
خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت
رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف
سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ
نطق ہے...... اور یہ پیشگوئی اتفاقی
نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب
کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا اور یہ
پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے"

چھٹی پیشگوئی

[1] "اب آریوں کو چاہیئے کہ سب مل کر
دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے دکھ سے
ٹل جائے۔"
(ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام و مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۰۴-۳۰۳)

لیکھرام کی طرف سے اعتراف پیشگوئی

ان پیشگوئیوں سے پنڈت لیکھرام نے بھی خوب
سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ نے "جبرئیل بھیج قادیانی کے کان میں
ہماری موت کا الہام سنایا" ہے۔
(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۳۲)

ساتویں پیشگوئی

سرسید احمد خاں صاحب علیگڑھی جو دعا کی قبولیت
کے منکر تھے ان کے خیالات کے رد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے کتاب "برکات الدعاء" (۱۸۹۳ء) لکھی جس میں فرمایا کہ اگر سید صاحب —

"یہ کہیں کہ دعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے؟ تو میں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دوں گا اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپوا دوں گا۔"

(برکات الدعا ص۹)

پھر حسب وعدہ رسالہ کے آخر میں ایک فارسی نظم میں انہیں مخاطب کر کے فرمایا ؎

اے کہ گوئی گر دعا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں ز ما دعائے مستجاب

اسی آخری مصرعہ کے نیچے لکھا (دیکھو صفحہ ۲-۳-۴ سرورق) یعنی پنڈت لیکھرام کی موت کے لئے میرا اشتہار مندرجہ ٹائیٹل "برکات الدعاء" زیر عنوان "نمونہ دعائے مستجاب" دیکھیں۔

آٹھویں، نویں اور دسویں پیشگوئی

اخبار "انیس ہند میرٹھ" (۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء) نے حضرت اقدس کی پیشگوئی مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء پر نکتہ چینی کی تو اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ:-

"اگر میں نے محض اٹکل سے کام لے کر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ اپنی اٹکلوں کی بنا پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے ...... پھر ...... مقابلہ میں خود معلوم ہو جائے گا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔"

اس کے بعد موٹے حروف میں لکھا:-

"لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر"

"آج جو ۲ر اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ر ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ ...... ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ہے میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں۔ ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ ...... تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام ...... کی سزا دہی کیلئے

مامور کیا گیا ہے ...... یہ یکشنبہ کا دن اور چھ بجے صبح کا وقت تھا۔"

(برکات الدعا سرورق صفحہ ۲)

گویا ہفتہ و اتوار کی درمیانی شب کو صبح کے چار بجنے سے پہلے پہلے لیکھرام کا خاتمہ ہو چکا ہوگا۔

گیارھویں پیشگوئی [11]

لیکھرام کے متعلق ایک الہام یہ ہوا:۔

"یُقْضٰی اَمْرُہٗ فِیْ سِتٍّ"

(استفتاء حاشیہ صفحہ ۱۰)

چھ میں اس کا کام تمام کر دیا جائے گا۔

یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کے اندر اور کسی مہینہ کی چھ تاریخ کو اور دن کے چھٹے گھنٹے لیکھرام پر "تیغ براں" اپنا کام کرے گی۔

بارھویں پیشگوئی [12]

پھر کتاب شہادۃ القرآن (اگست ۱۸۹۳ء) میں تحریر فرمایا:۔

"ماسوا اس کے لیکن اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ ...... پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے۔"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۸۰
انجام آتھم صفحہ ۲۸ حاشیہ)

تیرھویں [13]، چودھویں [14] اور پندرھویں [15] پیشگوئی

یہ معاملہ یہیں تک نہیں رہا بلکہ حضرت اقدسؑ نے ۱۸۹۳ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کر کے عربی قصیدہ میں یہ خبر دی کہ ؎

وَ اَلَیْتُ لِیْ مسلم ثم تکفر
فاین الحیاء انت امرءٌ او عقربٌ
وبشرنی ربی وقال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقربُ
وسوف تری انی صدوق موید
ولستُ بفضل اللّٰہ ما انت تحسبُ

(کرامات الصادقین صفحہ ۵۴)

یعنی میں حلفیہ کہہ چکا ہوں کہ میں مسلمان ہوں پھر بھی آپ مجھے کافر ٹھہراتے ہیں۔ سنیئے! مجھے خدا تعالیٰ نے ایک نشان کی بشارت دے کر کہا ہے کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن میں پہچان لے گا۔ اور وہ خوشی اور عید کا دن اسلامی عید سے ملحق و قریب ہوگا۔ گویا مولوی محمد حسین بٹالوی اور خود حضرت اقدسؑ بھی زندہ ہوں گے جبکہ یہ نشان یہود کی عید یعنی سبت کے دن مگر مسلمانوں کی عید کے بالکل ملحقہ دن کو ظاہر ہوگا۔

سولھویں پیشگوئی [16]

کرامات الصادقین (۱۸۹۳ء) کے آخری صفحہ پر تحریر فرمایا:۔

"و منھا ما وعدنی ربی و

استجاب دعائی فی رجل مفسد
عدو الله ورسولہ المسمّی
لیکھرام الفشاوری واخبرنی
انّہ من الہالکین۔ انّہ
کان یسبّ نبی اللّٰہ ویتکلّم
فی شأنہ بکلمات خبیثۃ
فدعوت علیہ فبشّرنی
ربّی بموتہ فی ستّۃ سنۃ انّ فی
ذالک لاٰیۃ للطالبین۔"

(ٹائیٹل صفحہ آخر کرامات الصادقین)

"یعنی خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسولؐ کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا ہے اور میری دعا سنی اور جب میں نے اس پر بددعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ ان کے لئے نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔"

گویا عربی قصیدہ میں جو بشارت ہے وہ وقت قتل لیکھرام کی بشارت ہے جو مسلمانوں کی عید سے بالکل ساتھ کے دن گویا یہود کی عین عید "سبت" یعنی ہفتہ کے دن ہوگی اور وہ عید بھی مسلمانوں کی رمضان والی ہوگی۔

سترھویں پیشگوئی

پھر لیکھرام کی موت سے ایک ماہ پہلے فروری ۱۸۹۷ء میں جبکہ پنڈت لیکھرام قادیان میں موجود تھا فرمایا۔ "میں نے لیکھرام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھرام کا سر پڑا ہوا ہے اسے اس نیزہ سے پرو دیا ہے اور کہا گیا کہ پھر یہ قادیان میں نہ آئے گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۳۰۱ بحوالہ البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

اٹھارھویں پیشگوئی

اسی طرح ایک مکتوب میں فرمایا کہ:۔

"میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اس (لیکھرام) کے مرنے کے تھوڑی مدت کے بعد پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔"

(مکتوب ۱۴ جون ۱۹۰۲ء مندرجہ الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۴۰ء صفحہ ۷ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۴۴۲)

انیسویں پیشگوئی

۱۸۹۶ء میں ایک بزرگ شیعہ عالم حاجی شیخ محمد رضا طہرانی نجفی نے لاہور میں وارد ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے فارسی خط میں لکھا کہ ہم چالیس روز میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں ان کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک فارسی اشتہار یکم فروری ۱۸۹۶ء کو بعنوان "اشتہار واجب الاظہار" میں تحریر فرمایا کہ:۔

"حضرت شیخ الاسلام در خط خود وعدہ می فرمایند کہ در چہل دقیقہ

نشانے تو انہم خود بسیار خوب است۔
یکے از اخبار غیب بذریعہ اشتہارے شائع
فرمائید بجائے چہل دقیقہ مہلت چہل
ساعت او شاں رامی دہیم۔ پس اگر در
چہل روز نشانے از ما ظاہر نشد۔ و از
ایشاں در چہل ساعت ظاہر شد۔ یا
فرض کنید کہ از ایشاں نیز در چہل روز
ظاہر شد بر بزرگی او شاں ایمان خواہیم
آورد۔ و ترک دعویٰ خود خواہیم کرد
و اگر نشانے از ما دریں مدت بظہور
آمد و از ایشاں چیزے بظہور نیامد۔
ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شاں
خواہد بود۔"

یعنی "حضرت شیخ الاسلام اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم چالیس منٹ میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ بہت اچھا وہ اشتہار کے ذریعہ سے کوئی پیشگوئی شائع کریں۔ ہم انہیں چالیس منٹ کی بجائے چالیس گھنٹے کی مہلت دیتے ہیں۔ پس اگر چالیس روز کے عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور ان کی طرف سے چالیس گھنٹے کے اندر نشان ظاہر ہوگیا بلکہ چالیس گھنٹے نہ سہی۔ چالیس روز کے اندر بھی اگر ان کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا تو ان کی بزرگی پر ہم ایمان لے آئیں گے اور اپنے دعویٰ کو چھوڑ دیں گے۔ اور اگر اس عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا اور ان کی طرف سے کوئی ظاہر نہ ہوا تو ہمارے صدق اور ان کے کذب کی دلیل ہوگی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۲۳، تذکرہ صفحہ ۳۰)

گویا یکم فروری ۱۸۹۷ء سے ۴۰ دن کے اندر اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں یقیناً کوئی الٰہی نشان ظاہر ہو کر رہے گا۔ ؎

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی باد صبا یہی ہے

ایک وضاحت

اخبار آئینہ ہند میرٹھ (۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء) نے حضرت اقدس کی پیشگوئی مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء پر جب نکتہ چینی کی تھی تو ان کے جواب میں حضور نے یہ بھی لکھا کہ:—

"اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا۔ کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں پس اس صورت میں بلاشبہ میں اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کے نشان

استجاب دعائی فی رجل مفسد
عدو اللہ ورسولہ المسمّٰی
لیکھرام الفشاوری واخبرنی
انّہ من الھالکین۔ انّہ
کان یسبّ نبیّ اللہ ویتکلّم
فی شانہ بکلمات خبیثۃ
فدعوت علیہ فبشّرنی
ربّی بموتہ فی ستّۃ سنۃ انّ فی
ذالک لاٰیۃ للطالبین۔"

(ضمیمہ انجام آتھم کرامات الصادقین)

یعنی خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسولؐ کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا ہے اور میری دعا سنی اور جب میں نے اس پر بددعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ ان کے لئے نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔"

گویا عربی قصیدہ میں جو بشارت ہے وہ بشارت وقت لیکھرام کی بشارت ہے جو مسلمانوں کی عید سے بالکل ساتھ کے دن مگر ہندوؤں کی عین عید "سیت" یعنی ہفتہ کے دن ہوگی اور وہ عید بھی مسلمانوں کی رمضان والی ہوگی۔

سترھویں پیشگوئی

پھر لیکھرام کی موت سے ایک ماہ پہلے فروری ۱۸۹۷ء میں جبکہ پنڈت لیکھرام قادیان میں موجود تھا

فرمایا۔ "میں نے لیکھرام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھرام کا سر پڑا ہوا ہے اسے اس نیزہ سے پرو دیا ہے اور کہا گیا کہ پھر یہ قادیان میں نہ آئے گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۰۱ بحوالہ البدر ۱۶ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹)

اٹھارھویں پیشگوئی

اسی طرح ایک مکتوب میں فرمایا کہ:۔
"میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اس (لیکھرام) کے مرنے کے تھوڑی مدت کے بعد پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔"

(مکتوب ۱۱ر جون ۱۹۰۳ء منسلکہ الفضل ۲۵ر اپریل ۱۹۲۸ء صفحہ ۷ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۴۲)

انیسویں پیشگوئی

۱۸۹۳ء میں ایک بزرگ شیعہ عالم حاجی شیخ محمد رضا طہرانی نجفی نے لاہور میں وارد ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے فارسی خط میں لکھا کہ ہم چالیس مدت میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ ان کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک فارسی اشتہار یکم فروری ۱۸۹۴ء کو بعنوان "اشتہار واجب الاظہار" میں تحریر فرمایا کہ:۔
"حضرت شیخ الاسلام در خط خود وعدہ می فرمایند کہ در چہل دقیقہ

نشانے تو ایں خود بسیار خوب است۔
یکے از اخبار غیب بذریعہ اشتہارے شائع
فرمایند۔ بجائے چہل دقیقہ مہلت چہل
ساعت ایشاں را می دہیم۔ پس اگر در
چہل روز نشانے از ما ظاہر نشد۔ واز
ایشاں در چہل ساعت ظاہر شد یا
فرض کنید کہ از ایشاں نیز در چہل روز
ظاہر شد بر بزرگی ایشاں ایمان خواہیم
آورد۔ وترک دعوی خود خواہیم کرد
واگر نشانے از ما دریں مدت بظہور
آمد واز ایشاں چیزے بظہور نیامد
ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب ایشاں
خواہد بود۔"

یعنی "حضرت شیخ الاسلام اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم چالیس منٹ میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ بہت اچھا وہ اشتہار کے ذریعہ سے کوئی پیشگوئی شائع کریں۔ ہم انہیں چالیس منٹ کی بجائے چالیس گھنٹے کی مہلت دیتے ہیں۔ پس اگر چالیس روز کے عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور ان کی طرف سے چالیس گھنٹے کے اندر نشان ظاہر ہو گیا بلکہ چالیس گھنٹے نہ سہی۔ چالیس روز کے اندر بھی اگر ان کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا تو ان کی بزرگی پر ہم ایمان لے آئیں گے اور اپنے دعویٰ کو چھوڑ دیں گے۔ اور اگر اس عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا اور ان کی طرف سے کوئی ظاہر نہ ہوا تو ہمارے صدق اور ان کے کذب کی دلیل ہو گی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۲۳، تذکرہ صفحہ ۳۰۰)

گویا یکم فروری ۱۹۷۶ء سے ۴۰ دن کے اندر اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں یقیناً کوئی الٰہی نشان ظاہر ہو کر رہے گا۔ ؎

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی باد صبا یہی ہے

ایک وضاحت

اخبار "انیس ہند" میرٹھ (۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء) نے حضرت اقدس کی پیشگوئی مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء پر جب نکتہ چینی کی تھی تو ان کے جواب میں حضورؑ نے یہ بھی لکھا کہ:-

"اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہو گئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا۔ کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں پس اس صورت میں بلاشبہ میں اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کے نشان

صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں
تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے"
(اشتہار نمونہ دعائے مستجاب" سرورق برکات الدعا و
مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۸۴)

الغرض یہ پیشگوئی کتابوں اور اشتہاروں کے علاوہ دوست و دشمن اور ملکی اخبارات اور خود ہندو ملاں کے ذریعہ بھی ملک بھر میں ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے لے کر ۱۸۹۷ء تک متواتر مشتہر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ خود پنڈت لیکھرام نے بھی ۹ جنوری ۱۸۹۷ء کو لکھا کہ:—

"اس نے جبرئیل بھیج قادیانی کے کان
میں ہماری موت کا الہام سنایا۔"
(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۳۲)

واقعہ قتل لیکھرام اور پیشگوئی کا پورا ہونا

یاد رہے کہ ہندو دھرم کے مطابق ہندو پیدائشی ہوتا ہے اور کسی غیر مذہب والا کوئی شخص ہندو دھرم میں داخل نہیں ہو سکتا مگر پنڈت لیکھرام وہ پہلا شخص تھا جس نے شدھی کا ڈھونگ رچایا اور کہا کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے زبردستی ہندوؤں کو مسلمان بنایا تھا ان کو پھر ہندو بنانے کے بہانہ سے پنڈت لیکھرام نے شدھی کی بنیاد ڈالی اور بڑے زور سے اس کا پرچار کیا جس کے نتیجہ میں بقول ان کے ایک مسلمان آکران سے ملتجی ہوا کہ میرے آباء و اجداد ہندو تھے جو مسلمانوں کے زیر اثر مسلمان ہو گئے تھے اب میں پھر ہندو دھرم میں آنا چاہتا ہوں۔ مجھے شدھ کیا جائے۔ اس پہلی شدھی کیلئے ۷ مارچ ۱۸۹۷ء اتوار کا دن بڑی خوشیوں اور جلسوں کے ساتھ منانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں گویا یہ دن لیکھرام اور آریوں کے لئے ایک عید کا دن تھا۔

پنڈت لیکھرام ان دنوں شہر لاہور کے آریہ محلہ وچھووالی کے ایک ایسے مکان میں رہائش رکھتے تھے جو تین منزلہ اور گلی کا آخری مکان تھا یعنی آگے سے گلی بند تھی۔ ۵ مارچ ۱۸۹۷ء جمعہ کے دن یکم شوال ۱۳۱۴ھ کو مسلمانوں کی عیدالفطر کا دن بھی رمضان کے اختتام پر آرہا تھا جبکہ حسب پیشگوئی تمام علامات کے خدا کی طرف سے اجتماع کا دن تھا اس لئے جوں جوں یہ دن نزدیک آرہا تھا لوگوں کی بیتابی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا

لیکھرام کی حفاظت

ادھر پنڈت لیکھرام کو بھی دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اس لئے:—

(الف) "اس نے دو تنخواہ دار سپاہی اپنی حفاظت کے لئے اپنے مکان میں تعینات کر لئے تھے۔" (اخبار الحکم ۲۸ ستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴)

(ب) بلکہ بقول مسٹر کرسٹی صاحب پنجاب پولیس کے مشہور رکن کے پنڈت لیکھرام کی زبان قینچی کی طرح چلتی دیکھ کر:—

"گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ
پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے
ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس لئے پولیس
کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ ان
کی حفاظت کو مدنظر رکھیں۔"
(دیباچہ کلیات آریہ مسافر صفحہ الف کالم ۲)

قصہ مختصر بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ہفتہ کے دن شام کے وقت اپنے مکان کی بالائی منزل پر پرنسپ پنڈت دیانند بانی آریہ سماج کی سوانح عمری لکھ رہے تھے اور وہ شدھ ہونے والا شخص بھی بقول آریہ صاحبان کمبل اوڑھے پاس بیٹھا تھا کہ تصنیف کے کام سے تھک کر پنڈت لیکھرام کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہوتے ہی انگڑائی لی جس پر اس شدھ ہونے والے شخص نے لیکھرام کی بڑھی ہوئی توند پر خنجر سے ایسا بھرپور وار کیا کہ انتڑیاں باہر نکل آئیں اور لیکھرام کے منہ سے بیل کی طرح بڑے زور سے آواز نکلی جس کو سنتے ہی ان کی بیوی اور والدہ اس کمرہ میں آگئیں[1] ان کے شور سے گلی و محلہ کے لوگ بھی جمع ہو گئے مگر کسی کو بھی قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کدھر سے اور کدھر کو اور کس طرح اور کہاں غائب ہو گیا؟ محلہ اور گلی بھی بند ہو چکی تھی اور آگے سے گلی بھی بند تھی اور اتفاق سے اس روز اس گلی میں کسی لالہ جی کی شادی بھی تھی مگر کسی شخص نے کسی مشتبہ آدمی کو بھاگتے یا جاتے نہیں دیکھا۔

پنڈت جی کو لاہور کے میو ہسپتال میں پہنچایا گیا چونکہ شام کا وقت تھا۔ انگریز سرجن ڈاکٹر پیری وہاں موجود نہ تھے۔ ڈاکٹر کے آنے میں دیر ہوئی تو پنڈت لیکھرام اپنی تقدیر کو یاد کر کے "ہائے میری قسمت کوئی ڈاکٹر بھی نہیں پہنچا" (یعنی میری بدنصیبی اور بدقسمتی ہے کہ کوئی ڈاکٹر بھی نہیں پہنچا)

آخر بڑے انتظار کے بعد رات کے تقریباً ۹ بجے ڈاکٹر پیری آ گئے۔ اتفاق سے اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب (احمدی) میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹ بھی وہاں ڈیوٹی پر تھے۔ انگریز ڈاکٹر نے جو ان کو "مرزا صاحب! مرزا صاحب!!" کہہ کر پکارا تو پنڈت لیکھرام کانپ اٹھا۔ آخر بعض آریوں کی درخواست پر کہ پنڈت جی کو "مرزا صاحب" کے لفظ سے تکلیف ہوتی ہے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب کو وہاں سے ہٹا دیا گیا گویا ان کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ ؎

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

خیر ڈاکٹر پیری نے زخم سیئے لیکن قریباً بارہ بجے جب وہ انتڑیاں وغیرہ صاف کر کے اور پیٹ کو سی کر ہاتھ دھونے لگے تو لیکھرام کے ٹانکے ٹوٹ گئے جو ان کو دوبارہ سینے پڑے۔ اس وقت پولیس نے پنڈت جی کا بیان لینا چاہا مگر ڈاکٹر نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اس میں جان کا خطرہ ہے۔ آخر شب ہو گئی اور پنڈت لیکھرام تقریباً آٹھ گھنٹے تک بقائمی ہوش و حواس "عذاب شدید" کا مزا چکھتے رہے اور تڑپ تڑپ کر دو بجے رات یعنی اتوار کی صبح کے چار بجنے سے پہلے چل بسے اور خداوند تعالیٰ کا کلام پوری شان کے ساتھ پورا ہو کر رہا ؎

کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
ہوگا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

---

[1] یاد رہے کہ پنڈت لیکھرام کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ نہ صحیح طریق نکاح سے اور نہ ہی آریوں کے ایک نئے اور مشہور طریقہ "نیوگ" کے ذریعہ۔ عبرت! عبرت!! عبرت!!!

قتل لیکھرام کی کہانی آریہ پنڈت کی زبانی

(۱) مشہور آریہ سماجی پنڈت وید پرکاش نے اپنی کتاب میں پنڈت لیکھرام کے قتل کے جو واقعات لکھے ہیں ان سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے سر حصہ کے پورا ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ سنئے! پنڈت جی لکھتے ہیں:۔

"۱۳ فروری یا ۱۴ فروری ۱۸۹۷ء کو ایک شخص لالہ منشی راج جی کے پاس گیا پھر دوسرے روز دیانند کالج ہال میں دکھائی دیا۔ وہ پنڈت لیکھرام جی کو تلاش کرتا تھا پھر پنڈت جی کو ملا تو اس نے ظاہر کیا کہ وہ پہلے ہندو تھا عرصہ دو سال سے مسلمان ہو گیا تھا اب پھر اپنے اصل دھرم میں واپس آنا چاہتا ہے ...... وہ پنڈت جی کے ساتھ سایہ کی طرح رہنے لگا کھانا بھی عام طور سے پنڈت جی کے گھر ہی کھایا کرتا تھا یہاں تک کہ پنڈت جی یکم مارچ کو ملتان تشریف لے گئے۔ ۵ مارچ کو عید کا دن تھا قاتل نے اس دن پنڈت جی کے گھر ریلوے سٹیشن۔ آریہ سماج۔ بدھی سبھا کے دفتر میں ۱۸ یا ۱۹ چکر لگائے مگر پنڈت جی ۵ مارچ کو ملتان سے نہ آسکے اس سے اس ظالم کا ارادہ پنڈت جی کو عید کے دن شہید کرنا تھا۔ ۶ مارچ کو صبح ہی پنڈت جی کے مکان پر پہنچا اور بعد ازاں پرتی ندھی کے دفتر سے ہوتا ہوا ریلوے سٹیشن پر گیا۔ اس روز پنڈت جی ملتان سے تشریف لے آئے۔ قاتل خلاف معمول کمبل اوڑھے ہوئے تھا اور بار بار تھوکتا تھا اور کانپ رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر پنڈت جی نے سوال کیا کہ کیا بیمار ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں ایسا تو کچھ درد بھی ہے تب پنڈت جی اسے ڈاکٹر لبھو رام کے پاس لے گئے ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ اسے بخار وغیرہ تو کچھ نہیں لیکن خون میں کچھ جوش ہے ڈاکٹر صاحب نے پلستر لگانے کو کہا مگر اس مکار نے انکار کر دیا اور کہا کہ کوئی پینے کی دوا دیجئے۔ تب پنڈت جی نے ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے اسے شربت پلایا۔ اس کے بعد پنڈت جی نے کچھ کپڑا خریدا اور گھر کو چلے آئے اور وہ ظالم بھی ساتھ ہی تھا۔ جس مکان میں پنڈت جی کام کرتے تھے وہ گلی دیپو والی لاہور میں واقع ہے .... ایک برآمدہ ...... میں پنڈت جی کام کیا کرتے تھے ...... ایک طرف اندرونی کمرہ ...... جس میں ان کی ماتا اور دھرم پتنی بیٹھی تھیں ...... پنڈت جی چارپائی پر جا بیٹھے اور رشی دیانند کے جیون چرتر (سوانحعمری) کے کاغذات مکمل اور مرتب کرنے میں مشغول ہو گئے اور سفاک

بھی بائیں طرف بیٹھ گئی..... عین اس وقت
جبکہ پنڈت جی نے مہرشی کے جیون کے
اس آخری حصہ کو جس وقت کہ انھوں نے
اپنی زندگی کو ویدک دھرم کے راستہ میں قربان
کی اور کہا کہ ایشور تیری اچھیا (خواہش)
پورن (پوری) ہو۔ ختم کیا اور تھکاوٹ
کے سبب اٹھ کر ۷ بجے شام کے وقت
انگڑائی لی اس وقت اس ظالم نے جو صبح
سے موقع کی گھات میں تھا فوراً اٹھ کر
پنڈت جی کے پہلو میں چھرا گھونپ دیا۔
جس سے انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ پنڈت
جی نے ایک ہاتھ سے انتڑیوں کو تھاما
اور ایک سے چھری چھین لی۔ تب پنڈت جی
کی ماتا اور دھرم پتنی اس کی طرف دوڑیں
اس وقت اس بے رحم ظالم نے پنڈت جی
کی بوڑھی ماتا کو سلنا اس زور سے مارا کہ
وہ اچانک چوٹ لگنے کے سبب سے بیہوش
ہو کر گر گئیں اور وہ بے ایمان قاتل فرار
ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد لوگ جمع ہو گئے اور
پنڈت جی کو ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب
نے زخموں کا ملاحظہ کیا اور سینے میں مصروف
رہے اور کہا کہ اگر صبح تک بچ گئے تو امید
زیست ہے ورنہ نہیں۔ پنڈت جی جب
تک ہسپتال میں جیتے رہے وید منتروں
کا پاٹھ کرتے رہے اور آخر ایک بجے رات

کے اپنی آخری وصیت کہ آریہ سماج سے
تحریر کا کام بند نہ ہو۔ کر کے آپ کی پاک
روح قفس فانی سے عالم جاودانی کی
طرف پرواز کر گئی۔"

(دافع الاوہام ص ۸۱)

(۳) مہاشہ سنت رام آشفتہ کا بیان درباره قتل لیکھرام

ایک اور آریہ سماجی مہاشہ سنت رام آشفتہ نے
پنڈت لیکھرام کی سوانح عمری (ہندی) میں یوں لکھا ہے:۔

"۱۴ فروری ۱۸۹۷ء کے دن جبکہ دیانند
کالج کے ہال میں ایک شخص آپ کو تلاش
کرتا ہوا دیکھا گیا اور آپ سے مل کر کہا کہ
عرصہ دو ماہ سے مسلمان ہو گیا ہوں شدھ
کر لیں تو فوراً وعدہ کیا کہ ضرور شدھ کریں گے
حالانکہ صورت شکل خوفناک معلوم ہوتی
تھی۔ اس کی آواز مہیب لہجے لئے ہوئے
تھی..... آریہ بھائیوں نے بہتیرا مسافر
سے کہا کہ یہ خوفناک شخص ہے اس کا ہرگز
اعتبار نہ کریں مگر آپ نے یہ کہہ کر کہ بھائی
یہ دھرم گرہن کرنا چاہتا ہے سب کو ٹال
دیا..... سخت حیرانی پیدا ہوتی ہے کہ
جب تمام لوگ اس بدمعاش کو خوفناک
اور بھیانک بیان کرتے تھے اور اس کو
ریاکار اور دھوکہ باز سمجھتے تھے تو لیکھرام
جیسا تجربہ کار اور جہاندیدہ شخص جس نے

پولیس میں سالوں تک ملازمت کی تھی۔ ... کس طرح دھوکا کھا سکتا ہے......

۶ مارچ کا نامبارک دن اور شام کا وقت ہے...... بہادر مسافر ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے کاغذات مکمل کر رہے ہیں۔ سامنے وہی سفاک بیٹھا ہے جو شدھ ہونے کا بہانہ کر کے آیا ہوا ہے۔ آج اس کی حالت عجیب و غریب ہے۔ بدن کانپ رہا ہے آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے چہرہ دم بدم بدلتا جاتا ہے اتار چڑھاؤ جاری ہے کبھی وہ باہر کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی کمبل کے اندر ہاتھ ڈالتا ہے۔ پنڈت لیکھرام مہرشی دیانند کے جیون چرتر کا وہ حصہ ختم کرتے ہیں جبکہ انہوں نے ویدک دھرم پر اپنی جان قربان کر دی تو پھر تھکاوٹ سے اور دل پر چوٹ لگنے سے چارپائی سے اٹھے۔ دونوں ہاتھ سر کی طرف اٹھا کر انگڑائی لی کہ ظالم قاتل نے فوراً خنجر کلیجے میں گھونپ دیا اور آٹھ دس زخم لگا کر انتڑیاں باہر نکال دیں۔ اس نے کسی قسم کا شور نہیں مچایا اگر ایسا کرتا تو ممکن تھا کہ قاتل پکڑا جاتا مگر انہوں نے خود ہمت کی اور انتڑیاں پیٹ میں ڈالیں۔ قاتل اپنا کام کر کے چلتا بنا۔ پنڈت لیکھرام ہسپتال پہنچائے گئے۔ پیٹ چاک تھا انتڑیاں باہر تھیں۔ خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں...... جسم سے خون کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر دو گھنٹے تک بہتے رہے باوجودیکہ زخم سیئے گئے۔ ڈاکٹروں نے جان توڑ کر علاج کیا مگر پیغام اجل آپہنچا۔"

(ترجمہ از بہادر لیکھرام (ہندی) مصنف مہاشہ سنت رام آشفتہ)

غرضیکہ اسی اتوار کو جو آریہ سماج کے لئے پہلی شدھی کی وجہ سے عید کا تہوار تھا۔ لیکھرام کا پوسٹ مارٹم ہوا لعش چیر پھاڑ کی گئی اور پھر چتا میں جلا کر گوسالہ سامری کی طرح راکھ دریائے راوی میں بہادی گئی۔

ہندوؤں کی شورش

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا سے علم پاکر شائع کردہ پیشگوئیوں کا ایک ایک لفظ اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا مگر ان سے عبرت حاصل کرنے اور صداقت اسلام قبول کرنے کی بجائے اہل ہنود نے مسلمانوں کے خلاف زبردست شورش برپا کر دی۔ خصوصاً لاہور شہر میں جہاں قتل لیکھرام کا یہ عظیم الشان اور خدا کا قہری جلالی نشان پورا ہوا۔ کئی معصوم بچے قتل کئے گئے۔ اور راولپنڈی میں قریباً چالیس آدمیوں کو زہر دیا گیا۔ آریوں نے قاتل کی گرفتاری کے لئے گرانقدر انعام مقرر کئے اور سب سے زیادہ رخ اس شورش کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ذات مقدس تھی۔ ہندو اخبارات نے حکومت اور عوام دونوں کو حضورؑ کے خلاف مشتعل کرنے کا

کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ملک میں زبردست مخالفت کی آگ بھڑکا دی گئی اور کھلے لفظوں میں حضورؑ کو اس قتل کی سازش میں شریک ٹھہرا کر قتل کی دھمکیاں دی جانے لگیں مثلاً

(۱) اخبار "آفتاب ہند" (۸ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵ کالم ۱) نے لکھا کہ:۔

"مرزا قادیانی خبردار" ۔ "مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منا سکتی ہے آج کل اہلِ ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہیں..... پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ بھی بقر عید کی قربانی نہ ہو جاوے۔"

(بحوالہ سراج منیر صفحہ ۴۳)

(۲) اخبار "رہبر ہند" (۵ مارچ ۱۸۹۷ء) میں لکھا گیا کہ:۔

"کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کرائیں گے اور یہ بھی افواہ ہے کہ علیگڑھ والے بوڑھے (سر سید احمد خان) کا بھی خاتمہ کیا جائے گا۔"

(سراج منیر صفحہ ۴۳، مجموعہ اشتہارات ۲۔ صفحہ ۳۶۸)

(۳) گوجرانوالہ سے ایک معزز رئیس نے اطلاع دی کہ اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا اور دو سو اس کے لئے جو لسان دہی کرے نیز سنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے جس میں کسی کو تعین ہزار روپیہ دے کر آپ کو قتل کرانے کا منصوبہ بنایا گیا۔

(سراج منیر صفحہ ۴۱۔ مجموعہ اشتہارات ۲/۲ صفحہ ۳۶۶)

(۴) "پیسہ اخبار" لاہور نے لیکھرام کے قتل کی خبر دیتے ہوئے ایک اہم امر کا یوں انکشاف کیا کہ:۔

"آریہ سماج کے سرگرم واعظ پنڈت لیکھرام کو جن کی تصنیفات پر دہلی، امرتسر، بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے مذہبی توہین کے دعوے ہوئے پائے جانے والے تھے کسی بدمعاش نے لاہور میں لالہ جیون داس پنشنر کے مکان پر ۶ مارچ کو جبکہ تھوڑا سا دن باقی تھا قتل کر دیا پولیس تفتیش میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہے اور آریہ سماج سے قاتل کی گرفتاری کے لئے انعام بھی مشتہر ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کا سراغ نہیں لگا ہے قتل کی نسبت مختلف روایتیں ہیں جن میں سے ایک بابت مشہور ہے کہ کسی عورت سے ناجائز تعلق تھا اور یہی عام طور پر کہی اور یقین کی جاتی ہے۔ بعض آریوں کو مرزا صاحب قادیانی کی سازش کا شبہ ہے، اوّل تو یہ وہم بے اصل ہے..... سنا ہے کہ کچھ میں کسی آریہ ممبر نے لیکچر دیا کہ اب آریوں کو مسلمانوں سے کھلم کھلا ایسے ہی انتقام لینے اور ان کے منتخب آدمیوں کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہیئے۔ اوّل تو

یقین ہے کہ یہ خبر غلط ہوگی اور اگر کسی ناعاقبت اندیش و ناتجربہ کار نے ایسی غلطی کی ہے تو آریہ سماج کے خیرخواہوں کو چاہیئے کہ اس بات کو دبا دیں۔"

(پیسہ اخبار لاہور ۱۳ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۰ کالم ۲)

حضرت اقدس علیہ السلام کے اشتہارات

ایسی شورش کی آگ اور ایسی حالت میں کوئی دنیادار یا مفتری ہوتا تو سازش قتل اور قتل کا نام سنتے ہی حواس باختہ ہو جاتا مگر خدا کے مامور کو بھلا دنیا والوں کی مخالفتیں اور دھمکیاں کہاں ڈرا سکتی ہیں؟ خدا کے پہلوان نے جونہی یہ خبر سنی کہ پنڈت لیکھرام خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے نشانوں کے عین مطابق مارا گیا۔ فوراً آریوں کو اسلام کے ان روشن نشانوں کی طرف توجہ دلانا اور ان کے اعتراضات کا بذریعہ اشتہارات و رسائل جواب دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ ۹ مارچ ۱۸۹۷ء کو فوراً ایک اشتہار میں اپنی پیشگوئی کا ذکر کرکے تحریر فرمایا کہ:۔

"اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اس کے منہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہیئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں ہرگز دستکش نہ ہو کہ یہی اعلیٰ درجہ کا خلق ہے مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے اس وقت مناسب ہے کہ ہمارے سب مخالف اپنے دلوں کو پاک کرکے اشتہار...... وغیرہ کو دلی توجہ سے پڑھیں اور پاک دل ہو کر سوچیں کہ کیونکر اس موت کا خدا تعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے...... یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو اسی عذاب میں گزر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا نابود کیا جاتا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۷)

اسی طرح ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو اشتہار میں تحریر فرمایا کہ:۔

"ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت

ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا۔ زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔"

(مارچ نمبر ۲۶ مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص ۳۵۲)

شیخ نجفی سے خطاب

۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں شیعہ عالم حاجی شیخ محمد رضا طہرانی نجفی کو اپنے یکم فروری ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں مندرجہ نشان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا کہ:-

"خدا کا احسان ہے کہ یکم فروری ۱۸۹۷ء سے چھتیس دن تک یعنی چالیس دن کے اندر نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری ظہور میں آگیا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص ۳۴۹)

سرسید احمد خان کو یاد دہانی

۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو "سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی" کے عنوان سے اشتہار میں انہیں توجہ دلائی کہ آپ نے قتل لیکھرام جیسے "دعائے مستجاب" کا نمونہ تو ملاحظہ کر لیا۔ اب چاہیئے آپ اپنے اس عقیدہ سے رجوع کر لیں کہ:-

"دعا قبول نہیں ہوتی۔ کاش اگر وہ چالیس دن تک بھی میرے پاس رہ جاتے تو نئے اور پاک معلومات پالیتے مگر اب شاید ہماری اور ان کی عالم آخرت میں ہی ملاقات ہوگی۔ افسوس کہ ایک نظر دیکھنا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ سید صاحب اس اشتہار کو غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض جو کچھ ہے یہی اشتہار ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص ۳۴۲)

اس پیشگوئی کے مطابق تھوڑا عرصہ بعد ہی سید صاحب موصوف اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

خونی نشان

۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں سرخی کے چھینٹوں والے کشف کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:-

"سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھایا وہ خون کرتہ پر پڑا جو اب تک موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص ۳۵۹)

خدا کا نیست سے ہست کرنا

آریہ سماج کا مذہب یہ ہے کہ خدا نیست سے ہست نہیں کر سکتا جیسا کہ ایک عیسائی پادری کے مقابل پنڈت لیکھرام نے لکھا کہ:۔

"نیستی سے ہستی کا ہونا ایک ایسا علم ہے
عقل و تجربہ کے خلاف امر ہے جس کو سوائے
آپ جیسے آدمیوں کے کوئی عقلمند بے
تعصب ہو کر نہیں مان سکتا۔"

(کلیات آریہ مسافر بار اول صفحہ ۱۲۲)

ایک اور موقعہ پر یہاں تک لکھ مارا کہ:۔

"میری روح کو کسی نے نیست سے ہست
نہیں کیا۔" (کلیات آریہ مسافر بار دوم صفحہ ۲۲۶)

مگر اسلام اس کے برخلاف یہ نظریہ پیش کرتا ہے:۔

"خلق کل شیٔ فقدّرہ
تقدیرا ○ (الفرقان ع ۱)

کہ خدا تعالیٰ اس تمام کائنات اور ارواح و اجسام کو نیست سے ہست کرنے والا اور عدم سے وجود میں لانے والا ہے۔ سو سُرخی کے چھینٹے والے کشف نے آریوں کے اس عقیدہ کی تردید قتل لیکھرام کے خونی نشان سے فرما دی۔ چنانچہ اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"جس گروہ ایسے امور کا علم ہو وہ اس
میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست
سے ہست کر سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵)

یہی وجہ ہے کہ لیکھرام کے قاتل کا باوجود بسیار کوششوں کے کوئی سراغ نہ مل سکا اور حضور نے تو پہلے سے فرما دیا تھا کہ:۔

"وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص
ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ
میں سے ہے۔"

(برکات الدعا سرورق، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۸۵)

آریوں کو مشورہ

اور ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو اشتہار میں آریوں کو مشورہ دیا کہ:۔

"جس حالت میں بموجب بیان بعض اخبار
کے زیادہ مشہور روایت یہی ہے کہ واردات
قتل کا موجب کوئی ناجائز تعلق ہے تو
کیوں اس طرف تحقیقات کے لئے توجہ
نہیں دی جاتی اور کیوں ایسے ہندوؤں
کے اظہار نہیں لئے جاتے جن کے منہ سے
یہ باتیں نکلیں۔"

(سراج منیر صفحہ ۳۶، مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۶۴)

قتل کی دھمکیوں کا جواب

قتل کی دھمکیوں کے جواب میں آریوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

(الف) "آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ
میں حضرت عیسیٰؑ کی طرح خدا نے مجھے
یا عیسٰی انّی متوفّیک ...... الخ

کے الہام میں یہ بتا رکھا تھا کہ تیری نسبت بھی قتل کے منصوبے ہوں گے اور میں تجھ کو بچاؤں گا" اور سمجھا دیا تھا کہ حضرت عیسےٰ کے وقت میں "جیسا کہ یہود اپنے ارادہ میں ناکام رہے یہ بھی اپنے ارادوں میں ناکام رہیں گے"

(سراج منیر صفحہ ۴۲)

(ب) اور فرمایا کہ :-

"اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا اور وہ یہ ہے :-

"سلامت بر تو اے مرد سلامت!"

اے سلامتی والے شخص تیرے لئے سلامتی ہے" (سراج منیر صفحہ ۲۹ مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۵۶)

(ج) ایسا ہی ایک عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں :-

وَان یاتنی الاعداء بالسیف قاتلا

فواللّٰہ انی اُحْفَظَنَّ وَاُظْفَر

وکید دا جمیعًا اَیُّھَا العداء

فیعصمنی ربّی وھذا مقدّر

(اعجاز احمدی صفحہ ۷۶ تا ۷۳)

یعنی یہ خدائی فیصلہ ہے کہ دشمن میرے قتل کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

گورنمنٹ سے خطاب

بعض آریوں نے یہ بھی پروپیگنڈا کیا کہ لیکھرام کے مقدمہ میں گورنمنٹ نے سستی کی ہے اس پر حضرت اقدس نے ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں تحریر فرمایا کہ :-

"ہم کہتے ہیں کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کو دونوں آنکھوں کی طرح برابر دیکھے کسی کی رعایت نہ کرے جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ خدا سے بھی لڑ سکتی ہے بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی بیکار خونی کو پکڑے اس کو پھانسی دے ....

.... جب ثابت ہو گا کہ لیکھرام کا فلاں شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہو گا تو ایسا ہی وہ بھی پھانسی ملے گا۔ گورنمنٹ کا اس میں کیا قصور ہے؟ اور کون سی سستی؟ کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کے ساتھ گرفتار کرانا چاہتے ہیں جس کے پکڑنے میں گورنمنٹ متامل ہے۔ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں دخل نہیں دے سکتی جس قدر گورنمنٹ اس کی طرف توجہ کرے گی اسی قدر ان پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائے گی"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۴۵)

الزام سازش کا جواب

چونکہ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی اپنی تمام شقوں کے ساتھ خارق عادت طور پر پوری ہوئی تھی اس لئے آریوں

نے اپنے مذہب کا بطلان دیکھ کر جو شورش کر رکھی تھی اس کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ یہ مشہور کیا گیا کہ پنڈت لیکھرام کا قتل حضرت مرزا صاحب کی سازش سے ہوا ہے جنہوں نے پہلے سے اس کی موت کی خبریں دے دی تھیں ایسے لوگوں کو حضورؑ نے اپنے ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں جواباً فرمایا کہ:—

(الف) "یہ بدگمانی کہ ان کے کسی مرید نے مار دیا ہوگا .... یہ شیطانی خیال ہے .... ہم باواز بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکھرام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا۔ ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے، اپنے مکر سے، اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کے لئے کوشش کرے اور کرا وے"

(سراج منیر ص۲۵، مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص۳۵۰)

(ب) اور مہذب اور شریف طبقہ آریہ صاحبان کو فرمایا کہ:—

"آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گزرے ہیں جیسے راجہ رام چندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ ان کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اس کو اپنی کوشش سے پورے کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر ان کے چیلے ان کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص ۳۵۰/۳۵۱)

آریوں کو چیلنج

اس کے ساتھ ہی حضور نے نہایت تحدی کے ساتھ سازش کا الزام لگانے والوں کو یہ چیلنج دیا کہ:—

"اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھائے کہ جس کے الفاظ یہ ہوں کہ:—

"میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبتناک عذاب ہو مگر کسی

انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔"

پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔"

(سراج منیر صفحہ ۲۷، مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ $\frac{۲۵۲}{۲۵۳}$)

حضرت اقدس کی خانہ تلاشی

آریوں کی شورش دیکھ کر انگریزی گورنمنٹ نے پہلے سے بھی زیادہ مستعدی سے تفتیش و تحقیق کی یہاں تک کہ ۸ راپریل ۱۸۹۷ء کو حضورؑ کے مکان کی تلاشی لی گئی لیکن ناکام ہونے پر کپتان پولیس کو گورنمنٹ میں یہ رپورٹ کرنا پڑی کہ سب الزامات بے بنیاد ہیں کوئی سازش اور منصوبہ ثابت نہیں ہوا جو کچھ بھی پروپیگنڈا کیا جارہا ہے بالکل غلط ہے۔

گنگا بشن کی مرنے کیلئے آمادگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحدی کے جواب میں ایک آریہ سماجی گنگا بشن نامی نے اخبار پنجاب سماچار (۳۰ راپریل ۱۸۹۷ء) میں از خود شرائط لکھ کر یوں آمادگی ظاہر کی کہ:۔

"میں قسم کھانے کو تیار ہوں"

مگر یہ تین شرطیں ہیں کہ:۔

(۱) پیشگوئی پوری نہ ہونے کی حالت میں مرزا صاحب کو پھانسی دی جائے۔

(۲) ان کے لئے دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرایا جائے تا اگر وہ بددعا سے نہ مریں تو اُن کو وہ روپیہ مل جائے۔

(۳) جب وہ قادیان میں قسم کھانے کے لئے آویں تو اس بات کا ذمہ لیا جاوے کہ وہ لیکھرام کی طرح قتل نہ کئے جائیں۔

حضورؑ کا جواب

اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے ۵ راپریل ۱۸۹۷ء کو اشتہار دیا کہ:۔

"مجھے تینوں شرطیں ان کی بسر و چشم منظور ہیں۔"

مگر چاہیئے کہ:۔

"وہ کسی مشہور پرچہ کے ذریعہ سے اقرار مذکورہ بالا شائع کریں۔ میں ایک ماہ تک یا غایت دو ماہ تک دس ہزار روپیہ ان کے لئے گورنمنٹ میں جمع کرادوں گا"

اور یہ اقرار قسمیہ شائع کرائیں کہ:۔

"میں یقیناً جانتا ہوں کہ واقعہ قتل پنڈت لیکھرام اسی شخص کے حکم یا اس

کے مشورہ سے یا اس کے علم سے ہوا ہے اور جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے خدا کی طرف سے یہ کوئی نشان نہیں بلکہ اسی کی اندرونی اور خفیہ سازش کا نتیجہ ہے اور اگر میں قسم کے دن سے ایک سال تک فوت ہو گیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے اور پیشگوئی کے موافق فوت ہوا ہے اور نیز اس بات پر گواہی ہوگی کہ درحقیقت دین اسلام ہی سچا مذہب ہے اور باقی آریہ مذہب یا ہندو مذہب و عیسائی مذہب وغیرہ مذاہب سب بگڑے ہوئے عقیدے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔"

اس اقرار کے لکھانے سے غرض یہ ہے کہ ہمارے تمام مناظرات سے اصلی مقصود یہی ہے کہ دین اسلام ہی سچا دین ہے اور اسی غرض سے لیکھرام کی نسبت اس کی رضامندی سے پیشگوئی کی گئی تھی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۷۹)

گنگا بشن کی شرط

دراصل گنگا بشن نے یہ خیال کیا کہ میری یہ شرائط تو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ مجھے مفت میں شہرت اور آریوں میں وقار اور اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے گا مگر حضور کے جواب اور الفاظِ قسم سے گنگا بشن نے اپنی موت کو لیکھرام کی طرح قریب پا کر عذر بہانے کرنا شروع کئے اور ۲۱ اپریل ۱۸۹۷ء کے اخبار "ہمدرد ہند" لاہور میں ایک اور شرط یہ لکھی کہ اگر مرزا صاحب جھوٹے نکلیں تو ان کو پھانسی دینے کے بعد لاش گنگا بشن کو مل جائے تا وہ اس لاش سے جو چاہیں کریں۔ جلا دیں دریا برد کریں یا اور کارروائی کریں۔

حضور کا جواب

اس کے جواب میں ۲۶ اپریل ۱۸۹۷ء کو حضرت اقدس نے اشتہار دیا کہ:۔

"ان کی یہ شرط بھی مجھے منظور ہے ...... لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لئے بھی قائم کریں ...... اور وہ یہ ہے کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشا پیشگوئی مر جائیں تو ان کی لاش بھی ہمیں مل جائے تا بطور نشان فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے اور ہم اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں کے ساتھ محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دیں گے لیکن چونکہ

لاش کے حصول پانے کے لئے ابھی سے
کوئی احسن انتظام چاہیئے لہٰذا اس
سے زیادہ کوئی انتظام احسن معلوم نہیں
ہوتا کہ پنڈت لیکھرام کی یادگار کیلئے
جو پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار روپیہ جمع
ہوا ہے اس میں سے دس ہزار روپیہ بطور
ضمانت لاش ضبط ہو کر سرکاری بنک
میں جمع رہے اور کاغذات خزانہ میں
یہ لکھوا دیا جائے کہ اگر ایک سال کے اندر
گنگا بشن فوت ہو گیا اور اس کی لاش
ہمارے حوالے نہ کی گئی تو بعوض اس کے
بطور قیمت لاش یا تاوان عدم حوالگی
لاش دس ہزار روپیہ ہمارے حوالہ کر دیا
جائے گا .... اور اگر ہماری لاش
پر گنگا بشن صاحب قادر نہ ہو سکیں
تو وہ دس ہزار روپیہ جو ہماری طرف سے
جمع ہو گا وہ گنگا بشن صاحب کے لئے
بطور نشانِ فتح سمجھا جائے گا۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ $\frac{۳۹۳}{۳۹۴}$)

گنگا بشن کا فرار

اب لالہ جی کے لئے کوئی راہِ فرار باقی نہ رہی تو فوراً
ایک اشتہار میں یہ عذر کر کے ہمیشہ کے لئے چپ سادھ لی کہ:۔
"میں اپنی لاش دینی نہیں چاہتا۔"
اور پھر یہ بھی کہا کہ:۔

"میں دس ہزار روپیہ جمع نہیں کرا سکتا۔
اور میں آریہ سماج کا ممبر نہیں پھر وہ کیونکر
میری امداد کریں گے؟"
(بحوالہ اشتہار ۲۷ اپریل ۱۸۹۷ء مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ $\frac{۲}{۴۰۲}$)
اس کے بعد کسی اور آریہ کو مقابلہ پر آنے اور
قسم کھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔

مولوی محمد حسین صاحب کی دعوتِ حلف

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو دعویٰ مہدویت
کے بعد حضرت اقدسؑ کے اوّل المکفّرین ہو گئے تھے آپ
کی مخالفت میں ہر موقع پر آریوں اور عیسائیوں وغیرہ کا
ساتھ دینے لگتے۔ وہ اس موقع پر گنگا بشن کی مدد کو آدھمکے
اور رسالہ "اشاعۃ السنۃ" (جلد ۱۸ صفحہ ۳۱) میں "الہام
قادیانی الخ کے زیرِ عنوان لکھا کہ:۔
"لیکھرام والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی
میں قسم کھانے کو تیار ہوں مگر عذاب
فوری ہو۔ ایک سال کی میعاد منظور نہیں"
ان کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے اشتہار (یکم مئی ۱۸۹۷ء)
میں تحریر فرمایا کہ:۔
"صاحب الہام کے لئے الہام کی پیروی
ضروری ہے ہاں اللہ تعالیٰ اس بات
پر قادر ہے کہ چند ہفتہ میں ان پر عذاب
نازل کرے مگر ہماری طرف سے ایک
برس کی ہی میعاد ہوگی"
اور فرمایا کہ:۔

"ایک سال کی شرط بوجہ رعایت سنت
اور الہامات متواترہ کے ہے"
(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۴۰۵/۴۰۶)

اور یہاں تک تحریر فرمایا کہ:۔

"اے شیخ صاحب! یہ سزا اور عذاب جو
قسم کے بعد ایک برس تک آپ پر وارد
ہوگا۔ اس میں معجزانہ شرط ہم نے رکھ دی
ہے کہ وہ ایسا عذاب ہو کہ آپ نے اپنی
پہلی زندگی میں اس کا مزہ نہ چکھا ہو خواہ
زمین سے ہو خواہ آسمان سے......
مگر ہر ایک عذاب فوق العادت ہونا
ضروری ہوگا۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ حاشیہ)

اس جواب کے بعد بٹالوی صاحب عجیب گنگا لیشن کی طرح
فرار ہو گئے۔ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

"اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار
(۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء) میں نہایت پُرشوکت الفاظ میں
یہ اعلان بطور پیشگوئی فرمایا کہ:۔

"اسلام کے مذہب اور ہندوؤں
کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں
ستّرہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا
سو آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں
اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں
ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور
نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں
بھولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہئے کہ
اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں مقدمہ
صفائی سے فیصلہ پا چکا............
اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شدھ ہونے کا
طریق صرف اسلام ہے جس میں داخل ہو کر
انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا
ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا
ہے اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے
جب انسان لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
کا قائل ہوتا ہے۔ اس خدا کے سوا
باقی سب بیہودہ قصے ہیں کہ لوگوں کی
غلطیوں سے قوموں میں رواج پا گئے
ہیں.......اسلام کا سچا اور قادر خدا
ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھاتا ہے اس
خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے
خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ
گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ
جس کی پُرزور طاقتیں اپنی آنکھوں سے
دیکھتے ہو۔ اسی خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے
عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۷۵/۳۷۶)

پھر ۱۱ اپریل ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں تحریر فرمایا کہ:۔

"درحقیقت لیکھرام کی موت سے ان کو
بڑا ہی صدمہ پہنچا ہے۔ یہ ایسا صدمہ نہیں
ہے جو کبھی معزز قوم آریہ اس کو فراموش
کر سکے اور درحقیقت یہ بھی سچ ہے
کہ اگر اس موت کے ساتھ ایک اسلامی پیشگوئی
نہ ہوتی تب تو یہ موت ایک خفیف سی
موت سمجھی جاتی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۱)

اعتراف حقیقت

اسی حقیقت کا اعتراف مشہور آریہ سماجی پنڈت دھرما نند جی سرسوتی کی زبان سے سنیئے جو ٹریکٹ نمبر ۳۲ بنام "انیسویں صدی کا سچا بلیدان" کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"آریہ گن! اب آپ سوچیئے
کیا یہ چھری پنڈت لیکھرام کے
پیٹ میں لگی ہے؟ نہیں نہیں
یہ چھری آریہ دھرم پر چلی ہے
...... اگر اس سے نقصان ہے تو
ہمارے دھرم کا اور اگر صدمہ پہنچا
ہے تو ویدک دھرم کو یا ان لوگوں
کو جن کو وہ اسلام کے پنجے سے
نکال کر ویدک دھرم پر لاتا۔"

احباب کرام! غور فرمائیں کہ خدا کے پیارے بندے کی ایک ایک بات کس طرح پوری ہوئی اور اب کس طرح لیکھرام کی یادگار میموریل کی تعمیر کر کے اور جلسوں اور جلوسوں سے اُن کی یاد منا کر خود آریوں کی طرف سے پہلوان اسلامؐ کی فتح و صداقت کا اقرار و اعلان کیا جا رہا ہے۔

پیشگوئی کا خلاصہ اور تیس ۳۰ روشن نشانات

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جو پیشگوئیاں صداقت اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کے لئے لیکھرام کی موت کے متعلق شائع ہوئیں وہ اڑھائی درجن نشانات پر مشتمل ہیں یعنی:۔

(۱) پنڈت لیکھرام کی موت (۲) ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے اندر ہوگی (۳) جو نہ پانی میں غرق ہونے سے، نہ زہر خورانی سے، نہ آگ میں جلنے سے، نہ درندہ کے کھانے سے، نہ گاڑی موٹر اور ہوائی جہاز کے حادثہ سے نہ چوٹ لگنے سے، نہ چھت وغیرہ کے نیچے آنے سے، نہ اونچائی سے گرنے سے، نہ گلا گھونٹنے سے، نہ کسی بیماری سے بلکہ "تیغ بُران محمدؐ" یعنی محمدی تلوار سے وہ موت خون کا نشان ہوگی (۴) اور تلوار سے بھی بلا دم موت واقع نہ ہوگی تاکہ "عذاب شدید" کا مزہ چکھ سکے (۵) اور یہ واقعہ گوسالہ سامری کی مانند یہود کی عید کے روز (اجلاس ۱۲) یعنی یوم ہفتہ (۶) اور اسلامی عید رمضان والے دن سے (۷) بالکل ملحق دن کو (۸) بتاریخ ۶ کو ہوگا۔ لیکن (۹) یہ موت ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو (۱۰) صبح کے چار بجے سے پہلے پہلے ہوگی۔ (۱۱) قاتل کا حلیہ یہ ہے قوی ہیکل، مہیب شکل، خونی چہرہ والا

اور انسان نہیں بلکہ ملائک میں سے ہوگا۔(۱۲) اسی لئے گرفتار نہ ہو سکے گا۔(۱۳) لیکھرام کے بچاؤ کے لئے آریوں کی تمام دعائیں ردّ ہوجائیں گی اور وہ بچا نہ سکیں گے۔ (۱۴) بلکہ یہ حضرت اقدسؑ کی قبولیت دعا کا نشان (۱۵) سر سیّد احمد خان صاحب (۱۶) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور (۱۷) خود حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ظاہر ہوگا (۱۸) جو حضورؑ کو ملہم اور مامور من اللہ ثابت کرے گا (۱۹) قرآنی ارشاد وَلَوْ تَقَوَّلَ اور اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا کی حقانیت اور (۲۰) اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بخش ہونے کا ثبوت اور (۲۱) شیعہ اصحاب کے لئے بھی نشانِ عظیم ہوگا (۲۲) لیکھرام بوجہ موت پھر قادیان میں جانے نہ پائے گا (۲۳) اس کی موت کے بعد ایک اور نشان طاعون کا ظاہر ہوگا (۲۴) سرخی کے چھینٹے یعنی خونِ لیکھرام سے آریوں کو "نیست سے ہست" کرنے والے خدائے قادر کا پتہ ملے گا (۲۵) یہود کے گوسالہ سامری کی طرح ہنود کا گوسالہ لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جلایا جا کر اکھ اس کی دریا برد ہوگی (۲۶) جس طرح یہود کے گوسالہ سامری کے مرنے پر طاعون پڑی تھی (خروج ۳۲/۳۵) اس کے قتل کے مرنے کے بعد بھی طاعون پڑی۔ (۲۷) قتل لیکھرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پاک ثابت کردیا (۲۸) دعائے مباہلہ نے اسلام کی سچائی کا بذریعہ موت لیکھرام فیصلہ کردیا۔(۲۹) حضورؑ کو سازش کا الزام دینے والا خواہ کوئی آریہ ہو۔ (۳۰) یا اور مولوی جو بھی ہو گند عذاب

خلف اٹھائے گا وہ بھی لیکھرام کی مانند قہر و غضبِ الٰہی کا نشانہ بنے گا ؎

سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

(از مسیح موعود علیہ السلام)

چار ہزار گواہ کہ "پیشگوئی پوری ہوگئی"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں رسالہ "سراج منیر اور" استفتاء" شائع کرکے ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور مسلمانوں کے اہل الرائے اور اہل نظر اصحاب کو ارسال فرمایا اور مطالبہ کیا کہ وہ اس پیشگوئی کے تمام حصوں کو پڑھ کر گواہی دیں کہ پنڈت لیکھرام کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ پوری ہوگئی یا نہیں؟ جس پر تقریباً چار ہزار معززاصحاب نے تصدیق کی کہ "پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی" اور کہ "مرزا صاحب سچے ہیں اور اس میں کسی سازش اور منصوبہ کا کوئی دخل نہیں"۔ ان مصدقین میں ہر طبقہ کے مسلمان، ہندو، آریہ، اور سکھ وغیرہ اصحاب شامل ہیں۔

ایک سناتن دھرمی کا بیان

چند ایک سناتن دھرمی مدن گوپال مدن پلاتی سابق ایڈیٹر "رندھیر" ضلع لاہور اپنی ایک کتاب

لکھتے ہیں کہ :-

"لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت
پیشگوئی اور الزام قتل سے انجام کار
اپنے بری ہونے کی پیشگوئی پوری ہوئی"

اور پھر لکھتے ہیں :-

"میں نے احمدیت کا مطالعہ تو اس کی
مخالفت کی غرض سے شروع کیا تھا
لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس برآمد
ہوا۔ میں جو کبھی احمدیت کا نام سن کر
چڑ جایا کرتا تھا احمدیت کا تھوڑا بہت
مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا قائل
ہو گیا کہ احمدیت ان مومنوں کی جماعت
ہے جو اخوت کے علمبردار اور آہنسا
کے پجاری ہیں اور جس کی بنیاد ان
اصولوں پر قائم کی گئی ہے جو پرماتما
کے بتائے ہوئے ہیں اور جنہیں اپنا لینے
سے منش کا کلیان ہو سکتا ہے۔"

(آہنسا کا اوتار" مؤلفہ مدن گوپال مدن پارا شر مطبوعہ
رانا آرٹ پریس امرتسر نومبر ۱۹۳۹ء۔ صـــ ۳۳-۳۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۷۹
گواہوں کے نام "تریاق القلوب" کتاب میں درج فرمائے
ہیں جن میں ڈپٹی کلکٹر، اہلکار، مجسٹریٹ، تھیکیدار، وزیر، پلیڈر
اور سجادہ نشین سرساوہ وغیرہ بھی شامل ہیں والفضل
ما شهدت به الاعداء ۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

روزنامہ
الفضل ربوہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی تحریرات سے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح
الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح
پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین
بیرونی ممالک میں جماعت کی تفاصیل اور اہم
ملکی اور عالمی خبریں شامل ہیں

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور
اور دوسروں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں

اس کی توسیع اشاعت
آپ کا جماعتی فریضہ ہے

(مینیجر الفضل ربوہ)

جناب چوہدری مظفر الدین صاحب کے مختصر حالاتِ زندگی

(از قلم عزیزم مغفور احمد صاحب قمر متعلم جامعہ احمدیہ)

مرحوم کی پیدائش کا سن ۱۸۹۹ء ہے تاریخ اور ماہ کا علم نہیں ہو سکا۔

آپ کومیلا برہمن بڑیہ میں پیدا ہوئے تھے آپ کے والدین نے آپ کا نام مظفر الدین رکھا جو تاریخی نام ہے۔

آپ ۱۹۲۶ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے بیعت کرتے ہی آپؓ کی سخت مخالفت ہوئی۔ اہل خاندان بھی مخالف ہو گئے اور غیر تو تھے ہی لیکن آپ نہایت استقلال اور اعتماد کے ساتھ اس پر قائم رہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں دیوگرام میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد ہائر سکینڈری سکول جو انگریزی سکول تھا۔ وہاں سے میٹرک کیا۔ میٹرک کرنے کے بعد آپ مزید تعلیم کے لئے کلکتہ تشریف لے گئے جہاں کلکتہ یونیورسٹی سے آپؓ نے بی اے پاس کیا اور یونیورسٹی میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کی۔ آپ اکیلے ہی احمدی تھے جو اس وقت کلکتہ یونیورسٹی میں ہزار مخالفتوں کے باوجود تعلیم حاصل کرتے رہے اور ساتھ ہی تبلیغ بھی کرتے اور خدمتِ خلق کے طور پر اگر کوئی لڑکا بیمار ہو جاتا تو ہومیوپیتھک علاج کرتے اللہ تعالیٰ شفا دے دیتا۔ ہومیوپیتھک کی پریکٹس آپ نے میٹرک پاس کرنے کے بعد ہی خدمتِ خلق کے طور پر شروع کر دی تھی۔

قادیان میں آمد

آپ نے بی اے کرنے کے بعد ایل ایل بی میں داخلہ لے لیا۔ کلکتہ جماعت کے عہدیدار بھی تھے چنانچہ ۱۹۲۷ء میں مجلس مشاورت کے لئے کلکتہ کی جماعت کے نمائندہ بن کر آئے۔ غالباً ۱۹۲۸ء میں جب آپ قادیان تشریف لائے تو حضور اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:-

"بی اے کر لیا ہے۔ ایل ایل بی کی کیا ضرورت ہے یہیں آ جاؤ!"

چنانچہ حضورؓ کے ارشاد کے مطابق آپ پھر قادیان میں ٹھہر گئے۔ پھر آپ کچھ عرصے کے لئے مبلغین کلاس میں شامل رہے اور دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ابھی آپ مبلغین کلاس میں ہی تھے کہ لاہور سے غالباً Sun-rise سن رائز رسالہ انگلش میں نکلتا تھا۔

حضور اقدسؓ نے محترم والد صاحبؓ کو اس کے لئے بطور ایڈیٹر لاہور بھیجا ۱۹۳۱ء میں غالباً چھ ماہ اس میں کام کیا اس کے بعد پھر قادیان چلے گئے اور دینی

تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ساتھ ہی جماعتی امور دفتری بھی سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۳۵ء ۱۹۳۶ء میں حضور اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔

والد صاحب رضی مرحوم کا نکاح محترم سردار کرداد خان صاحب کی صاحبزادی رشیدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ستمبر ۱۹۳۵ء میں محترم حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے نکاح کا اعلان کیا۔ اسی زمانہ میں محترم والد صاحب کو بطور جنرل سیکرٹری مشرقی بنگال بھیج دیا گیا۔ وہاں پر انجمن قائم کی اور جماعت کے بعض اہم امور سرانجام دیئے جو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں

پھر دوبارہ ۱۹۴۵-۴۶ء میں حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ دو سال بعد پھر مشرقی بنگال بھجوا دیا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور غالباً ۱۹۶۰-۶۱ء میں تبدیل ہو کر نائب ناظر بیت المال مقرر ہوئے

بیت المال سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے سپرد محترم ملک غلام فرید صاحب کے ساتھ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ اور تفسیری نوٹ مکمل کرنے کا کام سپرد ہوا۔ جو آپ نے بخیر و خوبی ختم کیا۔ اس کام کے مکمل ہوتے ہی ازراہِ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ بنگالی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کا کام کریں۔ چنانچہ آپ آخر دم تک قرآن مجید کے ترجمہ کا کام کرتے رہے اور آپ کی خواہش بھی یہی تھی۔ ترجمہ مکمل ہو چکا تھا تفسیری نوٹ لکھ رہے تھے کہ محبوب ازلی سے ۱۸ دسمبر ۱۹۷۵ء کو بلاوا آگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

سے بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

خدا تعالیٰ آپ رضی کو جنت الفردوس میں پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ دے اور خدا تعالیٰ ان ستر ہزار قدوسیوں میں شامل کرے جو بے حساب بخشے جائیں گے۔ نیز ہمیں ان کے نقش قدم پر چلا کر اسلام اور احمدیت کے لئے ہر قربانی دینے کی توفیق اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

الفردوس
انارکلی میں لیڈیز کپڑے کیلئے
آپ کی اپنی دکان ہے
الفردوس
۸۵ - انارکلی - لاہور

محترم چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی بی اے مرحوم کی یادیں

(از قلم مکرم مولوی انیس الرحمٰن مربی سلسلہ احمدیہ)

دسمبر ۱۹۷۵ء کے دوسرے عشرہ میں بنگال کے ایک مخلص مجاہد فدائی مبلغ اسلام مکرم و محترم چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ !

مکرم چوہدری صاحب سے خاکسار کو غائبانہ تعارف تو خاکسار کے والد ماجد نے بنگال میں ہی کرا یا تھا۔ مکرم چوہدری صاحب بھی خاکسار کے والدین اور دیگر رشتہ داروں سے بہت مدت پہلے متعارف تھے۔ میری عملاً ملاقات کی صورت ۱۹۴۲ء میں ہوئی جبکہ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل مشرقی پاکستان کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے مرکز سلسلہ کی طرف سے تشریف لے گئے۔ اسی سال ماہ جون میں خاکسار کو مکرم مولانا صاحب موصوف ساتھ لائے تھے اور انھیں کے ذریعہ سے پہلی ملاقات مکرم چوہدری صاحب سے ہوئی۔ ایک طویل عرصہ تک ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

مکرم چوہدری صاحب بنگال کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کے ذریعہ سے متعدد سعید روحوں کو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ آپ ایک نہایت کامیاب مبلغ اور سلسلہ کے مخلص فدائی مجاہد تھے۔ آپ کی ساری زندگی مجاہدانہ اور درویشانہ رہی ہے۔ آپ میں عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ نہایت ملنسار اور ہنس مکھ طبیعت رکھتے تھے۔ خدمتِ خلق کرتے میں آپ ایک خاص لذت اور سرور محسوس کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی ہومیوپیتھی علاج کے ذریعہ ہزاروں لوگوں کی خدمت کی ہے۔ آپ ایک ماہر ڈاکٹر اور نبض شناس ثریہ تھے۔ آپ ایک دعاگو اور مستجاب الدعا بزرگ تھے خاکسار کو جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کرتے وقت ایک مقالہ لکھنا پڑا جس کے نگران مکرم چوہدری صاحب مرحوم و مغفور مقرر ہوئے تھے مقالہ تحریر کرنے کے دوران آپ نے بہت سے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

ڈھاکہ میں جو احمدیہ دارالتبلیغ قائم ہے وہاں کی زمین وغیرہ خریدنے میں اور جماعتوں کو مستحکم کرنے میں آپ کا بڑا دخل ہے انگریزی اور اردو زبان میں آپ کو دسترس حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے ایک عرصہ تک ریڈیو آف ریلیجنز کی ادارت کا فرض ادا کیا نیز انگریزی تفسیر القرآن اور بنگلہ ترجمۃ القرآن کے بورڈوں میں کام کرتے رہے اور نہایت فرض شناسی اور محنت سے اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے لعداں کے پسماندگان

ہر قسم کا سامان سائنس واجبی نرخوں

پر خریدنے کیلئے

الائیڈ

سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور کو یاد رکھیں!

فون نمبر ۶۴۵۰۰

آپ کی اپنی

احمدیہ ٹریول ایجنسی

امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، استنبول، یونان اور مڈل ایسٹ کے لیئے بحری اور ہوائی سفر کی رعایتی ٹکٹوں کی بکنگ کے لئے آج ہی رجوع فرمائیں

انڈس ٹریول ہاؤس

ٹرانسپورٹ ہاؤس بالمقابل فلیٹی ہوٹل۔ لاہور

فون ۔ ۴۸۴۴

مطب

اپنی جملہ طبی ضروریات اور طبی مشورہ کے لئے ہمارے شفاخانہ اور مطب کی طرف رجوع کریں۔ اوقات صبح ۸ بجے سے ایک بجے تک شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک۔ باہر کے احباب مفصل حالات بیماری لکھ کر مشورہ حاصل کرسکتے ہیں

حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ناشر [illegible]

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ لاہور